ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 17

جمعۃ المبارک 27/اگست 2010ء

16/رمضان 1431 ہجری قمری ❁ 27/ظہور 1389 ہجری شمسی

شمارہ 35

رمضان کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کا مہینہ شروع ہوگیا ہے جو ایک بابرکت مہینہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اُس کی خیر سے محروم کیا گیا وہ محروم کردیا گیا"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 425)

احمدی عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کی کماحقہ کوشش کرے۔ نیز اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق، اس کی عبادات کی نگرانی اور نیکیوں کی طرف اس کی توجہ کروائے تا پختہ عمر ہونے تک اس کا ہر عمل، عملِ صالح اور پکّا ہو جائے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز حضور انور ایدہ اللہ کی لجنہ اماء اللہ کی جلسہ گاہ میں تشریف آوری۔ مختلف امتحانات میں امتیاز حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔

یاد رکھیں کہ ہر احمدی ایک داعی الی اللہ ہے اور اس کا کوئی عمل دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہیں بننا چاہئے۔

جو عورت غیب میں اپنے خاوند کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتی وہ خدا کی خوشنودی حاصل نہیں کرسکتی۔ اسی طرح بیٹیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی عصمت اور تقدس کی حفاظت کریں اور اپنے ماں باپ کی عزت پر حرف نہ آنے دیں۔

(حدیقۃ المہدی کے وسیع اور خوبصورت مرکز میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44 ویں جلسہ سالانہ کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ UK)

(تیسری قسط)

حضور انور ایدہ اللہ کی لجنہ اماء اللہ کی جلسہ گاہ میں تشریف آوری

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز صبح کے اجلاس میں علماء سلسلہ کی تقاریر کے بعد 12 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ مکرمہ شمائلہ ناگی صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یوکے نے حضور انور کا استقبال کیا۔ تمام حاضر خواتین اور بچیوں نے اپنے پیارے امام کا پرجوش اسلامی نعروں سے استقبال کیا۔ حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلّہا کے سٹیج پر تشریف فرما ہونے کے بعد حضور انور نے مکرمہ قرۃ العین طاہر صاحبہ کو تلاوت قرآن کریم کے لئے ارشاد فرمایا۔ سورۃ الحجرات آیات 11 تا 14 کی تلاوت کی گئی ان آیات کا اُردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ حضور انور کے ارشاد پر مکرمہ وجیہہ باجوہ صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

'حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی'

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

طالبات میں تقسیم اسناد و میڈلز

نظم کے بعد اسناد اور میڈلز کی تقسیم کی تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان طالبات کو قرآن کریم اور سرٹیفکیٹ عطا فرمائے جنہوں نے گزشتہ سالوں میں تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور حضرت بیگم صاحبہ نے ان کو میڈلز پہنائے۔ ان خوش قسمت طالبات کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ عروسہ شازیہ امجد صاحبہ GCSE
2۔ لئیقہ احمد صاحبہ GCSE
3۔ فاطمہ شوکت چیمہ صاحبہ GCSE
4۔ ثانیہ سوسن احمد صاحبہ GCSE
5۔ رئیسہ قریشی صاحبہ GCSE
6۔ رضوانہ کنول ملک صاحبہ GCSE
7۔ نداء اللہ صاحبہ A Level
8۔ مریم الماس کلیم صاحبہ A Level
9۔ اسماء احمد صاحبہ A Level
10۔ عائشہ بشریٰ شاہ صاحبہ A Level
11۔ ہویدا الطاف ناصر صاحبہ Phd
12۔ نصرت اقبال صاحبہ MBBS
13۔ امتہ الجمیل فریحہ خان صاحبہ MRCGP
14۔ سائرہ چوہدری صاحبہ کلینیکل فارمیسی
15۔ رابعہ نرگس خان صاحبہ فرسٹ کلاس آنرز
16۔ شہلا احمد صاحبہ BA
17۔ باسمہ قاضی چوہدری صاحبہ MSc
18۔ حنا پاشا احمد صاحبہ BSc
19۔ ماہ رخ احمد صاحبہ Phd
20۔ افشاں رفعت صاحبہ MBA
21۔ ھبۃ المومن صاحبہ MSc
22۔ مدیحہ الیاس صاحبہ A Level
23۔ سارہ وسیم خان صاحبہ A Level

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ سے خطاب

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز تقسیم میڈل وانعامات کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرمایا جو 12:40 بجے شروع ہوا اور 1:30 بجے تک جاری رہا۔ یہ خطاب مردانہ مارکی میں بھی براہ راست سنا اور دکھایا گیا۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت سے حضور انور نے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں جب تقویٰ مفقود ہو جاتا ہے تو برائیوں اور نفسانفسی کے دور میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور احسان سے اپنے انبیاء کو بھیجتا ہے کہ جو نبی نوع انسان کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق قائم کرتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضورؐ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک خدا کے فرستادوں نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا تو سعید فطرت لوگوں نے ان کو مان کر تقویٰ میں ترقی کرکے دنیا اور آخرت سنواری۔ حضور نے فرمایا کہ انبیاء کا یہ سلسلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک قومی اور علاقائی حد تک محدود تھا مگر انسان کامل کل انسانیت کے لئے مبعوث ہو کر آئے اور ''یٰٓاَيُّهَا النَّاسُ'' کہہ کر تمام دنیا کے لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے تقویٰ کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے آنحضورؐ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور بڑائی کا معیار خاندان، دولت، اولاد یا قوم وغیرہ نہیں ہیں بلکہ تقویٰ میں بڑھنا ہے۔ مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے اور تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کے لئے شریعت کی کامل پیروی اور آنحضورؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے جو معارف قرآن بیان کئے ہیں ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

تقویٰ کے معنی بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس سے مراد ''اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے برائیوں سے بچنا اور نیکیوں پر قدم مارنا ہے''۔ یعنی ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے اس طرح بچنا ہے جیسے کانٹوں بھرے راستے سے گزرتے

ہوئے انسان اپنے کپڑے بچاتے ہوئے گزرتا ہے ورنہ ذراسی بے احتیاطی سے کئی قسم کی مشکلات کا شکار ہوسکتا ہے۔اس لئے ہراحمدی مرداورعورت پرفرض ہے کہ زمانہ کے امام کے حصار میں رہنے کے لئے سرتوڑ کوشش کریں تا شیطان کے حملوں سے محفوظ رہیں۔اوراس کے لئے مسلسل ''کوشش'' اور'' دعا'' برائے حصول تقویٰ ضروری ہے۔نیز تبلیغ کا حق ادا کرنا ہے۔

جلسہ میں شمولیت کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس کا مقصد'' تقویٰ میں ترقی'' اور'' اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی'' پیدا کرنا ہے اور حقیقی مومنہ کی کوشش ہونی چاہئے کہ جو وہ سنے اس پر عمل کرے۔احمدی عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کی کما حقہ کوشش کرے۔نیز اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق، اس کی عبادات کی نگرانی اور نیکیوں کی طرف اس کی توجہ کروائے تا پختہ عمر ہونے تک اس کا ہر عمل، عمل صالح اور پکا ہوجائے۔یادرکھیں کہ ہراحمدی ایک داعی الی اللہ ہے اوراس کا کوئی عمل دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہیں بننا چاہئے۔اس لئے ہراحمدی مرداورعورت کواپنی حالتوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور خصوصاً عورتوں کوجنہوں نے اپنی نسل کی حفاظت بھی کرنی ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دل میں ایمان ہونے کے بعد'' زبان اور عمل'' سے اس کا اظہار ہونا ضروری ہے۔ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر کامل طور پر عمل نہ ہو اور احکامات میں سب سے پہلا حکم مستقل مزاجی سے عبادت کرنے کا ہے۔اس لئے حضور نے توجہ دلائی کہ اگر حق بندگی ادا کرنا ہے تو سب سے پہلے اپنی اور اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت اور نگرانی کریں۔

حضور نے فرمایا کہ بعض ایسی خواتین ہیں جن کے خاندانوں میں دینی ماحول تھا جن سے توقع کی جاتی ہے کہ ان کی دینی حالت بہت بہتر ہونی چاہئے لیکن مالی کشائش اور دولت نے انہیں اپنا حقِ بندگی ادا کرنے سے دور کر دیا ہے۔ایسی عورتوں کے حالات جو مجھ تک پہنچتے ہیں تو جہاں تکلیف کا باعث ہوتے ہیں وہاں فکر بھی ہوتی ہے۔اوران بزرگوں کے تعلق کی وجہ سے ان کے لئے دعائیں بھی نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت کو سدھارے، اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔

حضور نے ایک مومنہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ'' حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ ''یعنی'' غیب سے حفاظت'' کا حق ادا کرتی ہے۔اگر ہر عورت خدا تعالیٰ کو'' عالم الغیب'' سمجھ کر اپنے مختلف رشتوں اور ہر حیثیت میں اپنی ذمہ داریاں اور فرائض مکمل طور پر نبھائے تو نہ صرف وہ جنت کی وارث بن سکتی ہے بلکہ بہت سی معاشرتی برائیاں جو عورت کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان سے اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کرسکتی ہے۔اس ضمن میں حضور نے فرمایا کہ ایک بیوی کا فرض ہے کہ وہ خاوند کی کامل وفادار ہو۔اس کے گھر کی نگران ہو اور مال کی حفاظت کرے۔اس کی اولاد کو قوم اور جماعت کی امانت سمجھتے ہوئے ان کی صحیح تربیت کرے اور اعلیٰ اخلاق والی سہیلیوں کا انتخاب کرے کیونکہ جو عورت غیب میں اپنے خاوند کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتی وہ خدا کی خوشنودی حاصل نہیں کرسکتی۔اسی طرح بیٹیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی عصمت اور تقدس کی حفاظت کریں اور اپنے ماں باپ کی عزت پر حرف نہ آنے دیں۔اور کوئی ایسی دوستی، ایسے طبقے میں اٹھنا بیٹھنا، ایسی حرکت نہ کرے جو اسے اپنے ماں باپ سے چھپانی پڑے۔ ہمیشہ یاد رکھے کہ عالم الغیب خدا ہے جو اسے دیکھ رہا ہے۔حضور نے فرمایا کہ غلط قسم کے لڑکے لڑکیوں سے دوستیوں کو وہ اپنے ماں باپ سے تو پردے میں رکھ سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ سے نہیں جو ہر حرکت وسکون کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔اسی طرح مختلف رشتوں کے حوالے سے عورت کی حیثیت ہے۔ ہر حیثیت میں اگر عورت یہ سوچ لے کہ میری کیا ذمہ داریاں ہیں میرے کیا فرائض ہیں اور دوسروں کے مجھ پر کیا حق ہیں؟ اور ان کو نہ بجالانے کی وجہ سے میں ایک عالم الغیب خدا کی پکڑ میں آسکتی ہوں تو بہت سی برائیاں جن کو معاشرے میں عورت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، بہت سے گھروں کی بے چینیاں جو عورتوں کے عمل سے گھروں میں پیدا ہوتی ہیں، بہت سے بچوں کا ضائع ہونا جو عورتوں کی عدمِ توجہگی یا بے توجہگی کی وجہ سے یا غلط تربیت یا بے جا لاڈ کی وجہ سے ہوتا ہے وہ کبھی نہ ہو۔لیکن یہ سب باتیں اور یہ غیب کا صحیح ادراک صرف ایک مومنہ کو ہوسکتا ہے۔ایک دنیادار کو نہیں ہوسکتا۔ایک تقویٰ سے عاری عورت کو نہیں ہوسکتا۔

حضور نے فرمایا کہ پس ایک احمدی عورت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کا دعویٰ کرتی ہے یہ اعلان کرتی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیم کو اپنے پر لاگو کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گی۔وہ اگر غیب میں اپنی ذمہ داریوں کی حفاظت کا حق ادا نہیں کرتی تو اپنے خدا کو ناراض کرنے والی بھی بن رہی ہوگی۔بعض کو شاید خیال آئے کہ یہ غیب میں جو حفاظت ہے صرف عورتوں سے کیوں خاص ہے، مردوں کو کیوں حکم نہیں ہے؟ دیکھنے میں آتا ہے کہ مرد بھی آزادی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت نہیں کر رہے ہوتے۔وہ بھی غیب میں بعض اوقات بیوی سے بے وفائی کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ'' اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ '' کے تحت مرد ان چیزوں کے پہلے مخاطب ہیں۔مرد کا اثر عورت پر پڑتا ہے۔عموماً نیک مردوں کی عورتیں نیکی کی طرف چلتی ہیں۔اگر ایمان کا دعویٰ ہے تو ظاہر اور غیب دونوں میں شریعت کے احکامات کی مکمل فرمانبرداری کریں۔

آیت قرآنی '' اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ '' کی روشنی میں حضور نے ہدایت فرمائی کہ کسی کے متعلق کسی قسم کی رائے قائم کرلینے سے پہلے تحقیق کرلینی چاہئے۔اس سے بہت سی معاشرتی برائیوں اور فساد سے بچا جاسکتا ہے۔اسی طرح فرمایا کہ کسی کو کسی قسم کے ذاتی اختلاف کی وجہ سے الزام تراشی کرکے جماعتی نظام یا خلیفۂ وقت کی نظر میں گرانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ عورتوں کے تقدس اور حیا کو قائم کرنے کے لئے مردوں اور عورتوں دونوں کو غض بصر سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔نیز عورتوں کو خصوصاً حکم ہے کہ لباس اور پردہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اپنی زینتوں کو بیجا ظاہر نہ کریں۔میک اپ کرکے چہرے اور بالوں کی نمائش نہیں ہونی چاہئے۔سر ڈھانکنا اور چہرے کو کم از کم ایسے ڈھانپنا کہ چہرے کی نمائش نہ ہو اور ڈھیلا ڈھالا برقعہ پہننا پردہ کا کم از کم معیار ہے۔لباس ایسا ہونا چاہئے جس میں جسم کی نمائش نہ ہو۔جیسا کہ آج کل لڑکیاں جینز (Jeans) اور چھوٹی سی قمیص پہن کر اوپر حجاب لے لیتی ہیں۔ یہ پردہ کی روح کے خلاف ہے۔حضور نے فرمایا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے احکامات میں افراط وتفریط نہیں ہے اس لئے ہر اس قسم کے پردے کی اسلام میں گنجائش نہیں جو کسی قسم کے شدید ردّ عمل کو ظاہر کرتا ہے۔آزادی کے نام پر آج کل پاکستان اور ربوہ میں بھی غلط فیشن کے برقعے رواج پاگئے ہیں جن میں سے کپڑوں اور جسم کی نمائش ہو رہی ہوتی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ اقتباس پیش کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یورپ میں عورت کی ناجائز آزادی ہی ان کی گری ہوئی اخلاقی حالت اور فسق وفجور کی جڑ ہے۔جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔اگر اس آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس آزادی کی بھی کچھ حدود ہیں۔جب آزادی کے نام پر لباسوں کی نمائش شروع ہوتی ہے جب ضرورت سے زیادہ فیشن کی طرف توجہ ہوتی ہے تو پھر بے پردگی کی طرف بھی قدم اٹھتے ہیں۔ پاکستان سے مجھے بعض شکایات آتی ہیں اور خاص طور پر ربوہ سے کہ برقعوں کے بھی ایسے ڈیزائن شروع ہوگئے ہیں کہ جس میں فیشن ہوتا ہے۔ چلتے ہوئے عورتوں کے جسم نظر آرہے ہوتے ہیں۔اس لئے تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو حدود مقرر کی ہیں ان کے اندر رہو۔

حضور نے تقریر کے اختتام پر عورتوں کو ان کی اولاد کی تربیت کے ضمن میں ایک بار پھر تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ آج جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے اس پر عمل کرنے سے ہی ہماری دنیا اور آخرت سنور سکتی ہے۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے آپ کو تقویٰ کے معیار کے مطابق چلانے کی کوشش کریں۔

آخر میں حضور انور نے دعا کروائی۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے بعد مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں اس کے بعد سب احباب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر 3 بجے دوپہر جلسہ کا تیسرا اجلاس شروع ہوا۔

(باقی آئندہ)

یہ خونِ شہیداں مرے لشکر کا علم ہے

قربان ہر اک قطرۂ خوں ہو بھی تو کم ہے
یہ خونِ شہیداں مرے لشکر کا علم ہے

لے جائے گی تنکوں سی بہا کر تمہیں تقدیر
اے ظالمو! یہ چشمِ خلافت میں جو نم ہے

اِس دھوپ نہ اُس دھوپ میں جلتے ہیں مرے لوگ
ہے سایہ فگن ارحم و رحمٰن ، کرم ہے

جھک جاتا ہے سر جلوہ جاناناں سمجھ کر
تلوار میں تیری بھی اُسی زُلف کا خم ہے

ہے مجھ کو عطا صبر و رضا اے مرے قاتل
تو اپنی بتا ، تجھ میں جو باقی ابھی دم ہے

لبّیک ترے اِذن پہ اے جانِ دو عالم
قربان سب اس پر کہ ترا نقش قدم ہے

ہر دور میں اُجیالا ہوا خونِ وفا سے
یہ نذر مگر خوبیٔ قسمت میں رقم ہے

راضی ہیں رضا میں تری دیوانے یہ تیرے
اجدادِ گرامی کی سعادت کا نجم ہے

مدفون شہیدوں کے مزاروں کو تو دیکھو
یہ خاک میں اک اور تجلّی کا جنم ہے

(مظفر منصورؔ)

درخواست دعا

28 مئی 2010ء کو لاہور میں دارالذکر اور بیت النور پر دہشتگردوں کے حملہ کے نتیجہ میں کئی احباب زخمی ہوئے۔بعض اس وقت بھی زیر علاج ہیں۔احباب سے درخواست ہے کہ شہداء اور ان کے پسماندگان کے ساتھ ساتھ ان زخمی احباب کو بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور صحت والی، فعال اور اپنے فضلوں سے معمور لمبی زندگی سے نوازے۔آمین

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر107

90ء کی دہائی کے بعض مخلص احمدی

(10)

مکرم ہانی طاہر صاحب(2)

پچھلی قسط میں ہم مکرم ہانی طاہر صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان میں یہاں تک پہنچے تھے کہ ان کے خسر ابو مامون صاحب نے احمدیت قبول کرلی جن کو واپس لانے کیلئے یہ اپنی سرتوڑ کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے 1996ء میں مودودی صاحب کی کتاب ''ما ھی القادیانیۃ'' خریدی جس میں ان کی احمدیت کی مخالفت میں بعض عبارات سے بہت متأثر ہوئے اور پہلی دفعہ خیال پیدا ہوا کہ احمدیت کے بارہ میں کسی قدر تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ وہ اس سے قبل احمدیت کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ اس کی سچائی کے بارہ میں تحقیق کی جائے ۔ آیئے ان سے سنتے ہیں کہ ان کی تحقیق کیسی رہی۔ ہانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

مودودی صاحب کی کتاب میں یہ عنوان بطور خاص میری توجہ کا مرکز بنا: ''قادیانیت کے ساتھ نزاع کے تین بنیادی اسباب''۔ اس عنوان کے تحت مودودی صاحب نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس فرقہ کے پیروکار اپنے طرز فکر کی تبلیغ کا بہت جوش رکھتے ہیں اور مباحثوں ومناظروں کے ماہر ہیں جس کی وجہ سے ان کا ہر آدمی جہاں کہیں رہتا ہے اپنے ماحول میں تہلکہ مچا دیتا ہے۔

(ما ھی القادیانیۃ صفحہ107)

مودودی صاحب کے ان الفاظ نے کم ازکم میرے لئے یہ ثابت کر دیا کہ یہ کوئی عام اور معمولی جماعت نہیں ہے جس کا ہر فرد اپنے ماحول میں تہلکہ مچا سکتا ہے۔ لہذا اس کی حقیقت کے بارہ میں جاننا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ مَیں اس نیت سے 7/دسمبر 1996ء کو ابو مامون صاحب کے گھر جا پہنچا۔ انہوں نے مجھے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کی ''دعائم الإیمان'' کے نام سے ریکارڈ کی ہوئی آڈیو کیسٹس سنائیں۔ مجھے اس بارہ میں جاننے کی جستجو اس قدر زیادہ تھی کہ مَیں نے ان تمام کیسٹس کو سن کر 19 صفحات میں ان کا خلاصہ تیار کرلیا جو آج 14 سال گزرنے کے بعد بھی میرے پاس محفوظ ہے۔

جماعت احمدیہ کے عقائد کا ردّ لکھنے کا خیال

ان کیسٹس کے خلاصہ کی بنا پر مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مجھے ان تمام نقاط کا جواب دینا چاہئے۔ لیکن میرے جیسے انسان کو جس نے اپنی تمام تر کوششیں پہلے سیاسی اسلام کی ترویج میں اور پھر لوگوں کی تکفیر اور اسکے دلائل بیان کرنے میں صرف کردی ہوں اسے کیا پتہ کہ وفات مسیح کے مسئلہ کا کیا جواب ہوسکتا ہے؟ یا علاماتِ ساعت سے کیا مراد ہے؟ یا ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ کیا ہے؟ اور استمرار نبوت ووحی کے مسئلے کا کیا ردّ ہوگا؟ اس لئے میرے لئے یہ کام بہت مشکل ثابت ہوا کیونکہ میں نے ان امور کے بارہ میں پہلے کبھی سوچا تک نہ تھا اور اب یہ صورتحال تھی کہ یہ تمام مسائل یکبار میرے سامنے کھڑے تھے اور میرے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ بالآخر کافی سوچ بچار کے بعد مَیں نے اس بارہ میں کسی عالم سے اس بارہ میں مدد لینے کا فیصلہ کیا جو احمدیت کے تمام اختلافی امور کا تفصیلی جواب دے سکے۔ یہ سوچتے ہی میرے ذہن میں میرے پسندیدہ مولوی کا نام آیا جس کے تبحر علمی کا مَیں پہلے سے ہی معترف تھا۔ چنانچہ مَیں اس مولوی ابوجمیل کے پاس جا پہنچا۔ مَیں نے اس سے کہا کہ مَیں نے احمدی فرقہ کی چند تبلیغی کیسٹس سنی ہیں اور میرے خیال سے اس کا ردّ لکھنا بہت ضروری ہے۔ ابوجمیل نے کہا ٹھیک ہے لیکن پہلے ان کی کتب لاؤ تا کہ ان کے عقائد کو ان کی زبانی نقل کرکے ان کا ردّ لکھا جائے۔

پہلی دفعہ کبابیر میں

ابوجمیل کے لئے کتابیں حاصل کرنے کی غرض سے 7/جنوری 1997ء کو مَیں مکرم ابو مامون صاحب کے ساتھ پہلی دفعہ کبابیر آیا جہاں محمد شریف عودہ صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم محمد حمید کوثر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ مَیں جوش وجذبہ سے لبریز تھا لہذا ہر سوال کا دو اور دو چار کی طرح واضح اور مختصر جواب لینا چاہتا تھا۔ میرا سوال کرنے کا انداز نہایت جوشیلا بلکہ غصیلہ تھا جسے دیکھ کر ابو مامون صاحب بار بار مجھے ٹوکتے اور میرے سوال کرنے کے طریق پر اعتراض کرتے رہے، جس نے مجھے غصہ سے مزید آگ بگولا کر دیا۔ محمد شریف عودہ صاحب نے جب یہ صورتحال دیکھی تو مجھے اپنے گھر لے گئے جبکہ ابو مامون صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ بیٹھے رہے۔

میری کیفیت دیکھ کر بعض احمدیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ بہت ہی متعصب اور تنگ ذہن کا مالک نوجوان ہے اور ایسے لوگ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔ یہ بات درست نہ تھی اور میرا مقصد صرف اور صرف حقیقت کو جاننا تھا۔ بہر حال مَیں نے وہاں سے کچھ کتب لیں جنہیں خود بھی پڑھ لیا اور شیخ ابوجمیل کو بھی دے دیں۔

ابوجمیل کا کلامِ بے دلیل

اس کے بعد مَیں وقتاً فوقتاً ابوجمیل کے پاس جاتا رہا اور انہیں ان کتب کا جواب لکھنے کا وعدہ یاد دلاتا رہا۔ وہ ہر دفعہ کوئی کتاب کھول کر ایک جملہ پڑھتے اور پھر کہتے: دیکھو یہ کس قدر پھسپھسی بات ہے؟ دیکھو یہاں کس قدر احمقانہ بات بیان ہوئی ہے؟ الغرض مَیں جتنی دفعہ بھی ابوجمیل صاحب کے پاس گیا ان کا یہی وطیرہ رہا کہ جماعت کی کسی کتاب کی ورق گردانی کرتے اور بعض اقتباسات پڑھ کر مذکورہ بالا جملے بولتے جاتے۔ تاہم انہوں نے احمدی عقائد کے بارہ میں کوئی تفصیلی ردّ لکھا اور نہ ہی مجھے کوئی معقول جواب سمجھا سکے۔

اگلے چندماہ تک مَیں کبابیر جانے اور کتابیں لانے سے قاصر رہا لہذا احمدیت کے بارہ میں مزید تحقیق نہ ہو سکی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ کس طرح تحقیق شروع کروں کیونکہ کوئی ایک مسئلہ نہ تھا جس کی حقیقت جاننا مقصود تھا بلکہ متعدد امور کے بارہ میں مجھے تحقیق کرنی تھی۔ بہرحال مَیں نے اس عرصہ میں امام مہدی کی بعثت کے بارہ میں احادیث کا مطالعہ شروع کر دیا۔ لیکن اس بات نے مجھے سخت پریشانی میں ڈال دیا کہ امام مہدی سے متعلقہ تمام روایات کا شمار علماء حدیث کے نزدیک ضعیف روایات میں ہوتا تھا۔ مَیں 1998ء تک انہی خیالات اور حالات کی زد میں رہا۔ مجھے نہ تو تحقیق کا کوئی طریق سجھائی دیتا تھا، نہ ہی جماعت کے عقائد وافکار کے ردّ میں کوئی قطعی دلیل میرے ہاتھ لگتی تھی۔ چارو ناچار ایک دفعہ پھر مجھے ابوجمیل کا سہارا لینا پڑا، اور مَیں اس کے اور مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کے مابین مناظرہ کروانے میں کامیاب ہوگیا۔ اس سال مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کبابیر کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے اور میری ان سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ مناظرہ مغرب وعشاء کی نماز کے بعد شروع ہوا او رفجر تک جاری رہا، لیکن ابوجمیل کی کج بحثی کی بنا پر اس کا ذرہ برابر بھی فائدہ نہ ہوسکا۔ کیونکہ ابوجمیل ایک ہی قسم کا سوال دہراتے رہے، مثلاً یہ کہ آپ شرعی احکام کو کس طرح سمجھتے ہیں؟ اگر مصطفیٰ ثابت صاحب یہ جواب دیتے کہ قرآن کریم سے، تو ابوجمیل پوچھتے کہ آپ قرآن کیسے سمجھتے ہیں؟ اگر مصطفیٰ ثابت صاحب جواب دیتے کہ عربی زبان کے ذریعہ قرآن سمجھتے ہیں، تو ابوجمیل پوچھتے کہ اچھا یہ بتائیں کہ آپ عربی زبان کیسے سمجھتے ہیں۔ الغرض ساری رات اسی طرح کے بے فائدہ سوالات وجوابات میں گزر گئی اور ابوجمیل نے عقائد کے بارہ میں کوئی بحث ہی نہ ہونے دی۔ مَیں اس وقت حاضرین میں بیٹھا جز بز ہو رہا تھا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب جواب دینے کی بجائے یہی سوال اس سے کیوں نہیں کرتے کہ اچھا تم بتاؤ کہ تم ان باتوں کو کس طرح سمجھتے ہو۔ تاہم اس مناظرہ سے اتنا تأثر مجھے ضرور ملا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب بہت صابر انسان ہیں جو اس قدر فضول سوالوں کے باوجود بھی بغیر تنگ آئے جواب دیئے چلے جارہے تھے۔

خود تحقیق کرنے کا فیصلہ

اس مناظرہ کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابوجمیل اس قابل نہیں ہے کہ مَیں اس پر بھروسہ کرکے احمدیت کے معاملہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔ لہذا مَیں نے خود تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت تک مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب نہ پڑھی تھی۔ اس فیصلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کے لئے کئی ایک امور کی طرف میری راہنمائی فرمائی جس کی تفصیل اس طرح سے ہے:

☆ ان دنوں مَیں اوپن یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا اور مَیں نے موازنہ مذاہب اور انٹرنیشنل ریلیشنز کی شاخ کا انتخاب کیا۔

انٹرنیشنل ریلیشنز کی شاخ میں مسئلۂ جہاد، آزادیٔ مذہب اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے بارہ میں مختلف اسلامی آراء کا مطالعہ کیا۔ اس بارہ میں احمدیت کا نقطہ نظر معلوم ہوا تو مَیں اس کا قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکا کیونکہ دراصل یہی درست رائے تھی جبکہ تکفیری جماعت کے بنائے ہوئے اصول وقواعد ایسے مضبوط نہ تھے جن پر اس معاملات کی بنا رکھی جاسکتی۔

اسی طرح موازنہ مذاہب کی شاخ کے مطالعہ کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے اور جو لوگ حیات مسیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ یا تو جاہل محض ہیں یا پھر کج بحثی سے کام لیتے ہیں۔

☆ جولائی 1998ء میں مَیں نے ایک بڑے شامی مولوی محمد سعید رمضان بوطی کی کتاب 'الجہاد' خریدی۔ اس کتاب نے میرے ذہن میں راسخ عدوانی جہاد کے خیالات کو باطل ثابت کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ لیکن بوطی صاحب کی اس کتاب میں ایک بین تضاد تھا کیونکہ کتاب کے دوسرے حصے میں انہوں نے قتلِ مرتد کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے جو دلیلیں دی تھیں وہ کتاب کے پہلے حصہ کے مضمون سے واضح طور پر ٹکراتی تھیں۔ اس معاملہ میں بھی جب مجھے جماعت کی رائے کا علم ہوا تو مَیں نے دیکھا کہ حق جماعت کے ساتھ ہے۔ اور جماعت کے پیش کردہ دلائل نہایت مضبوط اور ناقابل تردید ہیں۔ اس طرح بعض اور مسائل کے بارہ میں تحقیق سے مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ بوطی کی طرح بعض دیگر بڑے بڑے علماء جن مسائل میں احمدیت سے اختلاف رکھتے ہیں ان میں خود متضاد آراء کا شکار ہیں۔

☆ 18/جون 1998ء کو مَیں اردن گیا جہاں 14/جولائی تک قیام کیا۔ میرا یہ سفر میرے ذہن سے تکفیری طرزِ فکر کو جڑ سے اکھیڑنے کا باعث ہوا اور جہاں تکفیری طرز فکر کا بطلان ثابت ہوا وہیں سے احمدیت کے عقائد کی صحت اور حقانیت پر یقین راسخ ہونا شروع ہوگیا۔

مخالف نے مسیح موعود کی سچائی ثابت کردی

اس کے بعد مَیں نے اسلامی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور ابتدا کتبِ تفسیر سے کی۔ ان تفاسیر میں سے شیخ رشید رضا کی تفسیر المنار پڑھ رہا تھا کہ میرے لئے 22/ستمبر 1998ء کی وہ ساعتِ سعد آگئی جب مَیں نے اس تفسیر میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اور ان کے رفع إلى السماء کے عقیدہ کی تردید میں دلائل پڑھے۔ لیکن یہ ذکر کرنے کے بعد شیخ رشید رضا کو اس مشکل سوال کا سامنا کرنا پڑا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص قدرت سے دشمنوں کے چنگل سے نجات بخشی تھی تو پھر آپ گئے کہاں؟ ان کو کسی نے دیکھا کیوں نہیں؟ ان کا کسی نے اتا پتہ کیوں نہیں بیان کیا؟ اس سوال کے جواب میں ابتدا میں تو شیخ رشید رضا نے مختلف لوگوں کے اقوال کے ذریعہ عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر بے ہوشی کی حالت میں زندہ رہنے پر دلائل نقل کئے۔ لیکن اس کے باوجود اصل سوال اپنی جگہ قائم رہا کہ اگر وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیبی موت سے بچ گئے، تو پھر کہاں گئے؟ بالآخر انہوں نے اس سوال کے جواب کیلئے ایک علیحدہ عنوان باندھا جو یہ تھا: ''القول بھجرة المسيح إلى الهند وموته في بلدة سری نكر في كشمير'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور سرینگر کشمیر میں ان کی وفات۔ اس عنوان کے تحت شیخ رشید رضا نے ہجرت مسیح اور کشمیر میں محلّہ خانیار میں آپ کی قبر ہونے کے بارہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے۔ پھر آیت کریمہ: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (مومنون: 51) کی آپ کی بیان فرمودہ تفسیر بھی درج کی

ہے۔ شیخ رشید رضا کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جو تفسیر انہوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے حوالے سے نقل کی ہے وہ خود بھی اس کے قائل ہیں۔ بلکہ اس کے بعد قرآن کریم سے اس تفسیر کی صداقت پرانہوں نے مزید دلائل درج کئے اور نہ صرف اس رائے کی مخالفت میں کوئی اور رائے نقل نہیں کی بلکہ آخر پر یہ مشہور جملہ لکھا: فـفـراره إلى الهـنـد وموته في ذلك البلد ليس ببعيد عقلاً ولا نـقلاً۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور پھر اس ملک میں آپ کی وفات عقل ونقل کی رو سے بعید از قیاس نہیں ہے۔ یہ سب اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ شیخ رشید رضا اس نہایت حساس اور اہم مسئلہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی رائے سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر و باہر تھی کہ شیخ رشید رضا کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں عیسائیوں کے مزعومہ عقائد کا ردّ کرنے کے لئے صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا اسلوب ہی کارگر اور کامیاب دکھائی دیا تھا۔

تحقیق کا نتیجہ

ان صفحات کو پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اور اگر ان کی قبر کشمیر میں ہے، اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی ہی وہ شخصیت ہے جس نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے، اور اگر بیسویں صدی کے عرب دنیا کے بہت بڑے مفسر کو اس حساس مسئلے کے ردّ کے لئے مرزا صاحب کا ہی اسلوب اپنانا پڑتا ہے، اور اگر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور نزول مسیح کے تضاد کا حل پیش کرنے میں صرف مرزا غلام احمد قادیانی ہی کامیاب ہوئے ہیں تو ان سب امور کا مطلب یہ ہے کہ پھر جو کچھ مرزا صاحب کہتے ہیں وہ درست ہے اور جو دعویٰ کر رہے ہیں وہ حقیقت ہے۔ ان افکار وخیالات کے جلو میں مَیں مسیح موعود علیہ السلام پر دل سے ایمان لے آیا تھا۔

تبلیغ کا پروگرام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد مَیں نے تکفیری جماعت میں موجود اپنے تمام قریبی ساتھیوں کو تبلیغ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خدا کے فضل وکرم سے میرا منصوبہ کامیاب رہا اور محض 12 دن کی گفتگو کے بعد مؤرخہ 18 نومبر 1998ء کو میرے ساتھی مکرم عبد القادر مدلل صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے قائل ہو گئے ہیں۔ اس وقت تک ہمیں علم ہی نہ تھا کہ بیعت کرنا ضروری ہے۔ ہم اپنے آپ کو احمدی سمجھتے تھے اور احمدیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ بعد میں جب پتہ چلا تو ہم نے جنوری 1999ء میں بیعت فارم پُر کر کے باقاعدہ طور پر جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

اسی طرح 26 فروری 1999ء کو میرا شیخ ابوجمیل کے ساتھ احمدیت کے عقائد اور مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں مناظرہ ہوا۔ یہی وہ شخص تھا جسے کبھی میں احمدیوں کے ساتھ مناظرہ کے لئے کبا بیر لے کر گیا تھا۔ اس مناظرہ کی کامیابی یا ناکامی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے بعد میرے ایک دوست مکرم راضی طلال صاحب اور مکرم عبد القادر مدلل صاحب کے بھائی مکرم شادی مدلل صاحب نے بیعت کر لی۔ مکرم راضی طلال صاحب آج کل سویڈن میں ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ اپنے اہل وعیال کے ساتھ احمدیت اور خلافت کے ساتھ نہایت مخلصانہ تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ مکرم شادی مدلل صاحب فلسطین میں ہیں اور تبلیغ کے کاموں میں بہت فعال ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ پہلی ملاقات

جولائی 1999ء میں مجھے اور مکرم عبد القادر مدلل کو برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی جو کہ مختصر تھی لیکن نہایت ہی مسرور کن رہی۔ مجھے یاد ہے حضور انور نے ہماری بیعت کے بعد مولویوں کے ردّ عمل کے بارہ میں دریافت فرمایا تھا۔

بعض مناظرات کی داستان

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے کہ میرا پہلا مناظرہ شیخ ابوجمیل کے ساتھ ہوا تھا۔ اس کے بعد دوسرا مناظرہ میرے گاؤں کے مولوی کے ساتھ جولائی 2001ء میں ہوا۔ اس کی تقریب یہ ہوئی کہ مولوی صاحب نے خطبہ جمعہ میں جماعت کے عقائد اور افکار پر حملہ کیا اور متعدد اعتراضات کے حوالے سے عوام الناس میں ہمارے خلاف نفرت کی مہم کا آغاز کیا۔ مَیں یہ خطبہ سن رہا تھا۔ مَیں نے اسی وقت مختصر لیکن مدلل طور پر ان اعتراضات کا جواب لکھ کر تیار کر لیا اور لوگوں کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک اس جواب کی 70 کاپیاں کر کے مکرم شادی مدلل صاحب کو دے دیں جو مسجد کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے اور نماز سے فارغ ہو کر نکلنے والے نمازیوں میں یہ کاپیاں تقسیم کرنے لگے۔ لوگ اس بات پر حیران تھے کہ ابھی تو انہوں نے خطبہ جمعہ میں مذکورہ اعتراضات سنے تھے اور ہم احمدیوں نے اتنے کم وقت میں ان کا جواب کیسے تیار لیا۔ جب مولوی صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو وہ چیں بجبیں ہوا، لہذا ہم نے اس کے ساتھ مناظرہ کا پروگرام بنایا۔ یہ مناظرہ ہوا جس میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی، لیکن یہ مناظرہ انتظامی لحاظ سے بہت خراب رہا کیوں کہ جب میری بولنے کی باری آتی تو حاضرین میں سے لوگ اٹھ کر بولنا شروع کر دیتے اور میری بات کو مکمل نہ ہونے دیتے تھے اس لئے یہ مناظرہ بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گیا۔

اسی طرح ایک اور مناظرہ بعض مولویوں کے ساتھ بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کے قریب واقع ایک مسجد میں ہوا جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ یہ مناظرہ کئی گھنٹے تک جاری رہا جس میں کئی لوگوں نے ہمارے خلاف بھرپور انداز میں اپنا غصہ نکالا۔ لیکن اس مناظرہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیت اللحم کے دو سعید فطرت نوجوان مکرم اسامہ الشیخ اور مثقال بدوی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے اور بفضلہٖ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ جماعت کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک مناظرہ بیت اللحم میں سلفی مکتبہ فکر کے حامل بعض علماء کے ساتھ ہوا۔

تبلیغی نشستیں

فلسطین میں قیام کے دوران جس شخص کے بارہ میں بھی میرا یہ تاثر ہوتا کہ وہ بات سنے گا مَیں اس کے پاس چلا جاتا اور احمدیت کے موضوع پر گفتگو کرنے کی کوشش کرتا۔ اس طرح کی تبلیغی نشستوں میں بھی متعدد لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی راہ دکھا دی۔ ان میں سے ایک دوست مکرم محمد علاونہ صاحب کا ذکر میں بطور خاص کرنا چاہوں گا جو کہ اسی طرح کی تبلیغی نشستوں کے چھ ماہ بعد 15 ستمبر 2003ء کو احمدی ہو گئے تھے۔ آج کل ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے فلسطینی عدالت میں ان کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے جس میں یہ موقف اپنایا جا رہا ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اس لئے اس کا اس کی بیوی سے نکاح فسخ قرار دیا جائے اور اس کو اس کے اموال وجائیداد میں تصرف کے حق سے محروم کر دیا جائے۔ مکرم محمد علاونہ صاحب کی تبلیغ سے مکرم محمد صلاحات صاحب نے بیعت کی جو آج کل MTA میں خدمت کی سعادت پا رہے ہیں۔

تالیفِ کتب

مارچ 1999ء میں جماعت کے خلاف ایک کتاب بعنوان ’’الأحمدية في ميزان الإسلام‘‘ میری نظر سے گزری۔ جس کا ابتدائی ردّ مَیں نے چند گھنٹوں میں تیار کر لیا اور بعد میں مختلف اضافوں کے ساتھ یہ کتاب ’’ماذا تنقمون منا؟‘‘ کے نام سے شائع ہو گئی۔

1999ء کے اواخر میں مَیں نے ناسخ ومنسوخ کے بارہ میں ایک کتاب بعنوان: ’’تنزيه القرآن عن النسخ والنقصان‘‘ لکھی، اور 2000ء میں ’’الجن في القرآن‘‘، جبکہ 2001ء میں جہاد اور دینی آزادی کے موضوع پر کتاب: ’’الحرية الدينية والجهاد‘‘ تالیف کی۔ اسی طرح 2002ء میں حدیث اور سنت کو قرآن کریم پر حکم بنانے کے باطل خیال کے ردّ میں ایک کتاب بعنوان: ’’الفرقان في إبطال مقولة السنة قاضية على القرآن‘‘ لکھی۔ 2003ء میں اسلامی حکومت کے خدوخال کے بارہ میں ایک کتاب: ’’الدولة الإسلامية بين النص والتاريخ‘‘ تحریر کی۔ علاوہ ازیں متعدد موضوعات پر مختصر پملفٹس وغیرہ بھی تیار کئے۔

2004ء میں مَیں نے محسوس کیا کہ کتابوں تک ایک بڑے طبقہ کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ اور انٹرنیٹ کے دور میں لوگ زیادہ تر الیکٹرانک میڈیا پر ہی بھروسہ کرنے لگے ہیں لہذا مَیں نے کتابوں کی تالیف کو چھوڑ کر مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے آرٹیکل لکھنا شروع کر دیئے۔ ان آرٹیکل کو اپنی ویب سائیٹ پر ڈالنے کے علاوہ مختلف احباب کو بذریعہ ای میل بھی ارسال کیا جاتا ہے جب کہ تبلیغ کے سلسلہ میں یہ تیار مواد بآسانی مختصر وقت میں ارسال کیا جاسکتا ہے۔ ان مختلف دینی، اخلاقی اور سیاسی موضوعات پر لکھے جانے والے آرٹیکلز کی تعداد اب سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

(باقی آئندہ)

رمضان کے ان مبارک ایّام میں

دعا کی خاص تحریک

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اگست 2010ء میں احباب جماعت کو خاص طور پر گناہوں سے بچنے کے لئے دعا کی تحریک فرمائی تا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہم پر نازل ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بننے والے کہلا سکیں۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے پاکستان اور پاکستان کے احمدیوں کے بارہ میں خاص طور پر تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت اپنے رحمت کی چادر میں لپیٹے رکھے۔ دشمن کے تمام منصوبے خاک میں ملائے۔ جماعت کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ اپنی خارق عادت قدرت کا جلوہ دکھائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں جو شَرُّ النَّاس ہیں ان کا خاتمہ فرمائے۔............ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے اور اسلام اور احمدیت کی ترقی ہمیں پہلے سے بڑھ کر دکھائے‘‘۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ اپنی بیشمار برکتوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سالانہ کے تمام انتظامات پہلے سے بہتر رہے اور تمام شعبوں کے کارکنان نے بھی بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کیا۔ یہ سب لوگ شکریہ کے مستحق ہیں۔

غیر از جماعت مہمانوں نے بھی انتظامات کو سراہا۔ شاملین جلسہ کی جلسہ کے پروگراموں میں شمولیت، اسی طرح عبادت، دعاؤں اور ذکر الٰہی کی طرف بھی زیادہ توجہ نظر آئی۔
سیکورٹی کے انتظامات بھی بہتر رہے۔ مہمانوں نے بھی ہر لحاظ سے تعاون کیا۔

ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے اپنا خاص ہاتھ رکھتے ہوئے اور نصرت فرماتے ہوئے تمام شعبہ جات کے کارکنان کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔ ہماری نظر ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف ہی ہے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں جو اپنے فضلوں سے ہمارے کاموں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے اور بہتر نتائج بھی پیدا فرماتا ہے اور دشمن کے منصوبوں کو بھی خاک میں ملاتا ہے۔

(ممتاز مصری عالم مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی وفات۔ مرحوم کے اخلاص و وفا اور خدمات دینیہ کا مختصر تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 6/اگست 2010ء بمطابق 6/ظہور 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ گزشتہ اتوار جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔ سب سے پہلے تو ہمارے سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جھکنے چاہئیں۔ اور حقیقی مومن کا یہی رویہ ہونا چاہئے کہ محض اور محض اس کے فضل سے تمام کام بخیر و خوبی انجام کو پہنچے۔ اللہ کرے کہ ہم اس اہم بات کو ہمیشہ سمجھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ابتدا ہی اس بات سے کی ہے کہ ایک حقیقی مومن اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہے تاکہ اس کی ابتداء سے انتہاء تک اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال رہے اور خدا تعالیٰ ہر لمحے یاد آتا رہے۔ قرآن کریم کی پہلی آیت ہی بسم اللہ سے شروع ہوتی ہے جو کہ اِس بات کا اعلان ہے کہ مَیں اپنے خدا کے نام کے ساتھ اس عظیم کتاب کو پڑھتا ہوں جس نے میری دین و دنیا کی بقا کیلئے اُسے اپنے نبی ﷺ پر نازل فرمایا۔

پس ایک مومن کو یہی نصیحت ہے کہ اپنے ہر کام کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہ سے کرو۔ اور پھر اللہ کے نام کے ساتھ، بِسْمِ اللّٰہ کے بعد جن صفات کا استعمال کیا گیا ہے وہ دو ہیں۔ گو اللہ تمام صفات کا جامع ہے۔ ایک اَلرَّحْمٰن اور دوسرے اَلرَّحِیْم ہے۔ اَلرَّحْمٰن وہ ہے جو بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔ بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت ہی ہے جو بے انتہاء رحم کرتے ہوئے اپنا کرم فرماتی ہے۔ جو کسی کام کو کرنے کے لئے ایسے حالات پیدا کرتی ہے، ایسے انتظامات کرتی ہے جو کسی انسان کی کوشش سے نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی بہت سی صفات اپنے بندوں کے لئے صفتِ رحمانیت کا نظارہ دکھاتے ہوئے بروئے کار لا رہا ہوتا ہے۔ اور پھر صفت رَحِیْمِیَّت ہے جو صفت رحمانیت کے عموم سے ہٹ کر عباد الرحمٰن کے لئے خاص طور پر اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ ایک مومن جب اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے اس کے حضور جھکتا ہے، تمام امور کے با احسن انجام پانے کے لئے اس کی مدد اور رحمت کا امیدوار ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت کے جلوے دکھاتا ہے اور یہ تائید و نصرت کے جلوے ہم نے اس جلسہ کے دوران بھی دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی نظارے ہم نے دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے نظارے بھی ہم نے دیکھے۔ اور ان کو دیکھ کر ہم میں شکر گزاری کی کیفیت بھی پیدا ہوتی رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اس شکر گزاری اور اللہ تعالیٰ کا عبدِ شکور بننے کی وجہ سے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کے اس وعدے سے بھی فیض پاتے رہے کہ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (ابراہیم:8) اگر تم شکر گزار بنے تو مَیں اور بھی زیادہ دوں گا۔ پس جلسے کے دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے افضال کو دیکھ کر اُس کے شکر گزار رہے، اس کے آگے جھکتے رہے اور ہمارے بعض خدشات اور تحفظات کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دور فرمایا اور بے شمار برکتوں کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ پس ان افضال، اللہ تعالیٰ کے رحمانیت اور رحیمیت کے نظارے جو ہم نے دیکھے ان کے جاری رکھنے کے لئے یہ کیفیت ہمیشہ جاری رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی تلاش اور جستجو کے لئے کوشش کرتے رہیں، اس سے فضل مانگتے رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ دونوں صفتیں یعنی رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو نہیں پہنچ سکتا"۔ فرمایا کہ "اور اگر غور کر کے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کے لئے یہ دونوں صفتیں ہر وقت اور ہر لحظہ کام میں لگی ہوئی ہیں۔ خدا کی رحمانیت اس وقت سے ظاہر ہو رہی ہے کہ جب انسان ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ سو وہ رحمانیت انسان کے لئے ایسے ایسے اسباب بہم پہنچاتی ہے کہ جو اُس کی طاقت سے باہر ہیں اور جن کو وہ کسی حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا"۔ فرمایا "اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پا کر خدا داد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہاں تک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اُس وقت عادتِ الٰہیہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ اس کی کوششوں کو ضائع ہونے نہیں دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمراتِ حسنہ مترتب کرتا ہے۔ پس یہ اس کی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے"۔

(براہین احمدیہ ۔روحانی خزائن جلد 1صفحہ 421-422۔ حاشیہ نمبر 11)

پس جلسہ کے کاموں کی منصوبہ بندی، کارکنان کی محنت، انتظامات جس کے نتیجہ میں بہتری اور کامیابی ایک مومن کو خدا تعالیٰ کے فضلوں کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اور وہ بجائے تمام امور کے عمدگی سے طے پا جانے کو اپنی طرف منسوب کرنے کے اسے خدا تعالیٰ کا فضل قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار

بندہ بنتا ہے۔ اور حقیقی عبدِ شکور بننا یہی خدا تعالیٰ کی شکرگزاری ہے یا خدا تعالیٰ کی شکرگزاری جو ہے وہی انسان کو عبدِ شکور بناتی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم شکرگزار بنے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس شکر کے مضمون پر توجہ دلائی ہے کہ مومنین کی نشانی شکرگزاری ہی ہے۔ لیکن غیر مومن شکرگزار نہیں ہوتے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں اور احسانوں کا ذکر کرتے ہوئے انسان کے ناشکرے پن کا ذکر یوں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْفَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ (البقرۃ:244) کہ اللہ لوگوں پر یقیناً بڑا فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اتنے فضلوں اور احسانوں کے بعد جو شکرگزاری کا حق ہے اُسے ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ انسان کی روحانی ترقی کے بھی سامان فرماتا ہے اور دنیاوی اور ظاہری ترقی کے بھی سامان فرماتا ہے۔ پس ایک مومن جب یہ دونوں طرح کے فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے برستے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری میں پہلے سے بڑھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کا سب سے بہترین طریق اس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس کی عبادت کرنا ہے جسے ہر وقت ہر مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اس کے آگے جھکنا ہے اور اپنے ہر کام کے نیک نتائج کو خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف منسوب کرنا ہے، اس کے فضل کی طرف منسوب کرنا ہے۔ اور یہی حقیقی مومن کہلاتے ہیں جو اس سوچ کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ یہی اللہ کے نام کے ساتھ ہر کام کے شروع کرنے کا ادراک رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت اور رحیمیت کو اپنے کاموں کے انجام تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور جب ایک مومن کو اس بات کا ادراک حاصل ہو جاتا ہے تو اس بات کے علاوہ اس کے لئے کوئی اور راستہ نہیں ہوتا کہ اس شکرگزاری کا اظہار اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے کرے۔ اور حمد کے لئے بھی قرآن کریم نے ہی ہمیں صحیح طریق بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ایک مومن کو واضح فرما دیا کہ جب تم میرے نام کے ساتھ کام شروع کرتے ہو اور میرے فضلوں کے نظارے دیکھتے ہو تو پھر یہ اعلان کرو۔ اپنی عبادتوں میں طاق ہو جاؤ اور وہاں سے یہ اعلان کرو پانچوں وقت کی نمازوں میں، اور نمازوں کی ہر رکعت میں اور نوافل میں اور دعاؤں میں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحہ:2) کہ سب تعریف اور حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے میرے لئے یہ تمام سامان مہیا فرمائے۔ پس ایک مومن کو، ایک حقیقی شکرگزار کو، اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے انعامات افضال جو خدا تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کے نتیجہ میں ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں اسے خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بناتے ہیں۔ حقیقی حمد کا ادراک اس میں پیدا ہوتا ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ثنا اور شکر کی بجائے حمد کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حمد سے شروع کیا ہے نہ کہ شکر اور مدح سے۔ کیونکہ لفظ حمد ان دونوں الفاظ کے مفہوم پر پوری طرح حاوی ہے اور وہ ان کا قائمقام ہوتا ہے۔ مگر اس میں اصلاح، آرائش اور زیبائش کا مفہوم ان سے زائد ہے''۔ (کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد 7۔ صفحہ 107۔ ترجمہ از عربی عبارت ۔تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 76)

پس جب ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں تو یہ صرف سادہ شکرگزاری نہیں ہے بلکہ اس بات کا اقرار ہے کہ ایک تو اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سامان بہم پہنچائے پھر ہماری محنت یا کوشش جو بھی ہم نے کی اور جس حد تک کی اس کو نوازتے ہوئے ہماری دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اس کے پھل عطا فرمائے اور پھر صرف یہی نہیں کہ اس حد تک انعامات اور فضلوں سے نوازا جس قدر ہماری محنت اور دعا تھی بلکہ جہاں جہاں ہماری کوششوں میں کمیاں رہ گئیں، ہماری دعاؤں میں کمی رہ گئی، اس کی اصلاح کرتے ہوئے اس کے بہترین اور خوبصورت اور احسن ترین نتائج بھی پیدا فرمائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری معمولی انسانوں کی شکرگزاری کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کی حمد کرتے ہوئے کہ ہماری پردہ پوشی فرمائی ہے کمیوں کو دور کیا اور نہ صرف یہ کہ پردہ پوشی فرمائی بلکہ خود ہی ان کی اصلاح کرتے ہوئے ان کوششوں کے معیار بھی بہتر کر دیئے اور اتنے بہتر کر دیئے کہ انسانی کوششوں سے وہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے۔ پس جب ہم اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کریں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو خوشخبری دیتا ہے کہ تم میری حمد اور شکرگزاری کی گہرائی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے، میرے شکرگزار بنتے ہوئے، جو اچھے نتائج تم نے حاصل کئے ہیں انہیں میری طرف منسوب کرتے ہوئے جب اپنی سوچوں کے دائرے اس طرح چلاتے ہو تو پھر ایسے لوگوں کو مَیں نوازتا ہوں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی حمد کا مضمون اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، طاقتوں اور تمام صفات کا ادراک پیدا کرنے والا ہے جسے ہمیں سمجھنے کی اور ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے بعد، اس کی حمد کے بعد، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کا شکرگزار بننے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور یہ شکرگزاری بندوں کا حق ہے۔ ہر شخص جس نے ہمارے لئے کچھ بھی کیا ہو اس کا حق ہے کہ ہم اس کے شکرگزار بنیں اور یہی عبادالرحمٰن کا شیوہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا ہے کہ بغیر حقوق العباد کی ادائیگی کے، حقوق اللہ کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 216۔ جدید ایڈیشن)

آنحضرت ﷺ جو شکر اور احسان کے بدلے اتارنے کے اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔ جہاں تک کوئی انسان پہنچ نہیں سکتا، آپؐ فرماتے ہیں کہ ''جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا''۔

(سنن الترمذی۔ کتاب البر والصلۃ باب ما جاء فی الشکر لمن احسن الیک ۔حدیث نمبر 1954)

آپ ﷺ تو جو کوئی معمولی سا بھی کام آپؐ کا کرتا تھا آپؐ کی خدمت کرتا تھا، بے انتہا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ یہ آپ کا جذبہ شکرگزاری ہی تھا جس کے تحت آپؐ نے انصارِ مدینہ کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے فتح مکہ کے بعد بھی مدینہ میں رہنے کا فیصلہ فرمایا اور مدینہ کو اپنا وطنِ ثانی قرار دیا اور روزمرہ کی زندگی میں آپؐ کے ان گنت واقعات ہیں جو آپؐ کی شکرگزاری کے جذبات کے تحت دوسروں کو نوازتے ہوئے ہمیں نظر آتے ہیں۔ پس یہ شکرگزاری کے جذبات کا اظہار بھی آپ ﷺ کا ایک عظیم اُسوہ ہے۔ اس کی ایک حقیقی مومن کو پیروی کرنی بہت ضروری ہے۔ ہر وقت اس کو اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تمام کام بخیر و خوبی اپنے انجام کو پہنچے اس کے لئے ہم جہاں سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے شکرگزار ہیں وہاں ان سب کے بھی شکرگزار ہیں جنہوں نے تمام کاموں اور امور کی انجام دہی کے لئے دن رات ایک کی ہے۔ کئی کارکنان ہیں جنہوں نے جلسہ سے کئی دن پہلے تک، کئی کئی گھنٹے وقارِ عمل کیا اور حدیقۃ المہدی میں ایک عارضی شہر قائم کر دیا اور اب تک یہ وقارِ عمل چل رہے ہیں جب وہاں سے سب کچھ اٹھانا بھی ہے، سمیٹنا بھی ہے، صفائی بھی کرنی ہے۔ بے شک یہ مارکیز جو لگائی جاتی ہیں کمپنی والے خود ہی اپنی چیزیں اتار رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی وائینڈ اَپ کا بہت زیادہ کام ہوتا ہے جو کافی دن تک چلتا رہتا ہے۔ بہرحال یہ سب لوگ شکریہ کے مستحق ہیں۔

جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کو بھی، ان کارکنان کا بھی اور باقی تمام شعبوں کے کارکنوں کا بھی شکرگزار اور احسان مند ہونا چاہئے۔

جہاں تک غیر از جماعت مہمانوں کا تعلق ہے جو مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے وہ خاص طور پر مجھے شکریہ ادا کر کے گئے ہیں کہ ان کا بے حد خیال رکھا گیا۔ کھانا، پینا، رہائش، ٹرانسپورٹ غرض جو جو شعبہ بھی ان کی خدمت پر مامور تھا ان سب نے بلا استثناء تمام خدمت کرنے والوں کی بے انتہا تعریفیں کی ہیں۔ اور اس بات نے ہمیشہ کی طرح انہیں متأثر بھی کیا ہے کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ کس طرح ہمہ وقت معمولی معمولی خدمت بھی انتہائی خوش دلی سے اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے تھے۔

اس سال جلسہ کی خوش کن بات یہ بھی ہے کہ بعض لوگ جو تنقید کے بڑے ماہر ہوتے ہیں اور کوئی نہ کوئی سقم یا کمی نکال لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر کام میں مکمل طور پر پرفیکشن (Perfection) تو بہرحال نہیں ہو سکتی۔ بہرحال یہ اچھی بات ہے شعبہ جات کو اپنے کاموں میں بہتری کی طرف راہنمائی مل جاتی ہے۔ مَیں ان کی عادت یا نقائص کی نشاندہی پر اعتراض نہیں کر رہا جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اچھی بات ہے راہنمائی ہو جاتی ہے اور عادت کا بھی جو لفظ مَیں نے استعمال کیا ہے اس لئے بھی کیا ہے کہ بعض لوگ عادتاً بھی اعتراض کر رہے ہوتے ہیں کہ چھٹّا پھینک دیتے ہیں۔ جیسے فصل کا چھٹّا پھینکا جاتا ہے، یہ بھی چھٹا پھینک دیتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی اعتراض تو ٹھیک ہو جائے گا۔ تو ان کی عادت بھی انتظامیہ کو فائدہ دیتی ہے۔ بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اس سال میرے پاس ابھی تک نقائص کی نشاندہی کرنے والوں کے جو خطوط آئے ہیں انہوں نے بھی انتظامات کی تعریف کی ہے۔ اور یہی لکھا ہے کہ ہر شعبہ میں جس حد تک بہتری پیدا کرنے کی کوشش ہو سکتی تھی یہ کوشش نظر آئی ہے بلکہ بعض جو لوگوں کے ادھر اُدھر پھرنے اور گپوں میں وقت گزارنے کا شکوہ کیا کرتے تھے انہوں نے بھی لکھا ہے کہ اس دفعہ شاملینِ جلسہ کی جلسہ کے پروگراموں میں شمولیت اور سنجیدگی میں بہت بہتری نظر آئی اور بہت توجہ نظر آئی۔ اسی طرح عبادت، دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی طرف بھی توجہ نظر آئی ہے۔ اس لئے شاملینِ جلسہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بھی اس جلسہ میں اپنے اُس مقصد کو بھی جس کے لئے وہ آئے تھے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہی جلسہ کا مقصد ہے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے اور ان کو کرنا چاہئے تھا۔ اللہ کرے یہ جو تبدیلی لوگوں میں نظر آئی ہے دائمی تبدیلی ہو۔

پھر جماعت احمدیہ عالمگیر کے مختلف ممالک میں بسنے والے احمدی جو عموماً UK کے جلسہ کے انتظار میں بھی ہوتے ہیں اور بڑے غور سے اسے دیکھتے اور سنتے بھی ہیں اور احمدیوں کو جو خاص طور پر UK اور جرمنی کے جلسے کا انتظار بھی ہوتا ہے۔ یہ جلسے کا دیکھنا اور سننا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ذریعے سے آسان ہوا ہے ورنہ پاکستان کی جماعتوں میں تو جلسہ نہ ہونے کی وجہ سے محرومی کا احساس بہت بڑھ گیا تھا۔ بہرحال جب ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا جلسے کی کارروائی کو دیکھتی ہے اور سنتی ہے تو ایم ٹی اے کو شکریہ اور تعریف کے بے شمار خطوط اور ای میلز وغیرہ آتے ہیں۔ ایم ٹی اے کی انتظامیہ نے بتایا کہ اس سال میں اتنی زیادہ تعداد میں آئے ہیں، رو یسے تو ہر سال ہی آتے ہیں لیکن اس سال تعداد بڑھی ہے کہ جواب دینا ممکن نہیں۔ بہرحال ان سب کا شکریہ جنہوں نے ایم ٹی اے کے کارکنوں کی کوششوں کو سراہا ہے۔ ایم ٹی اے کو براہ راست پیغامات کے علاوہ مجھے بھی بہت سے لوگ مبارکباد اور شکریہ کے خط لکھتے ہیں جن میں خاص طور پر ایم ٹی اے کے کارکنان کا ذکر بھی ہوتا ہے کہ ہمارا ان تک سلام بھی اور شکریہ کا پیغام بھی پہنچا دینا۔ ماشاء اللہ یہ کارکنان جو ایم ٹی اے میں کام کرنے والے ہیں جن کی اکثریت volunteers کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اور سالہا سال سے مستقل مزاجی سے کام کرتے چلے جا رہے ہیں یہ سب شکریہ کے مستحق ہیں۔ مَیں جماعت کی طرف سے بھی اور اپنی طرف سے بھی ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہاں UK میں جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل میں کام کرنے والے ہیں ان کے علاوہ بھی دنیا کے بڑے ممالک میں ایم ٹی اے کے volunteers کام کر رہے ہیں، ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جماعت کی ویب سائٹ ہے alislam.org کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ بھی جلسہ کے پروگراموں کو دکھانے میں بہت کردار ادا کر رہی ہے۔ اس میں بھی بے شمار volunteers کام کر رہے ہیں۔ اور کئی کئی گھنٹے وقت دیتے ہیں۔ امریکہ سے اس کا انتظام ہوتا ہے۔ ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب اس کے انچارج ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال اتنا زیادہ لوگوں نے اس کو استعمال کیا کہ اس کی سروس متاثر ہو رہی تھی اور رک رک کر لوگ دیکھ رہے تھے اور بہت زیادہ شکوے کے پیغام آئے کہ اس کی مزید بہتری کی طرف توجہ دیں۔ بہرحال یہ تو ایک محدود تعداد کے لئے ہوتا ہے لیکن اس سال بہت کثیر تعداد میں اس کو استعمال کیا ہے۔ alislam.org کی جو ٹیم ہے اس کو بھی اب سوچنا چاہئے کہ کس طرح اس کا معیار مزید بہتر کیا جا سکے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جب وِزٹ کرتے ہیں تو فائدہ اٹھائیں۔

اس سال سیکورٹی کے حوالے سے بھی بعض فکریں تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے دُور فرمایا اور صرف خیالی فکریں نہیں تھیں یا پاکستان کے واقعہ کی وجہ سے ڈر اور خوف نہیں تھا بلکہ حقیقی فکر تھی۔ ایک واقعہ ایسا ہوا بھی کہ شواہد بتاتے ہیں کہ جو بھی تھے نیت بد تھی۔ لیکن سیکورٹی کے کارکنان کے چوکس رہنے اور بروقت انتظام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر شر سے محفوظ رکھا۔ اس لحاظ سے تمام سیکورٹی کے انتظامات اور یہ شعبہ جو اس سال تقسیم کار کے لحاظ سے بھی مزید وسیع کیا گیا تھا یہ سب لوگ جو ہیں شکریہ کے مستحق ہیں۔ بعض کارکنان نے تو شاید مشکل سے دو تین گھنٹے ہی آرام کیا ہوگا اور باقی وقت اپنی ڈیوٹیوں پر رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے حفاظت اور خدمتِ خلق کے شعبے کی عمومی رنگ میں بہترین کارکردگی رہی ہے۔ لیکن ایک دو ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں حفاظت اور خدمتِ خلق کے کارکنان سے غلط فہمی کی وجہ سے بعض لوگوں کو تکلیف بھی پہنچی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے جس کے لئے ایک دو فیملیوں کو جن کو تکلیف پہنچی ہے ان سے معذرت ہے۔ لیکن جس پریشر کے تحت، جس دباؤ کے تحت یہ کارکنان کام کر رہے تھے اور بعض کو جیسا کہ مَیں نے کہا آرام کا وقت ہی نہیں مِلا تھا۔ ان حالات میں ایسے معمولی واقعات ہو جاتے ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ جن سے یہ زیادتی ہوئی ہے وہ ان کارکنان کو معاف کر دیں اور دل میں کوئی رنجش نہ لائیں۔ بہرحال عمومی طور پر ڈیوٹی دینے والے غیر معمولی چوکس رہے ہیں اور بڑی گہری نظر سے ہر طرف نظر رکھ کر کام کیا ہے اور میری توقعات سے بڑھ کر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ جو خدام یہاں UK کے جلسہ پر ڈیوٹیاں دیتے ہیں، ان میں مستقل ڈیوٹیاں دینے والے بھی ہیں۔ یہ جلسہ کے صرف چند دن نہیں بلکہ گزشتہ چھبیس سال سے ڈیوٹیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے بھی مَیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ خاص طور پر مسجد فضل میں مستقل ایک جذبے سے چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دینے والے ہیں۔ اپنے کام کا حرج کر کے وقت دے رہے ہیں خاص طور پر مسجد فضل کے حلقے کے لوگ۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے۔

اس دفعہ حفاظت کے حوالے سے بھی ذمہ داری کے عجیب عجیب نظارے دیکھنے میں آئے ہیں۔ ایک لجنہ کی عہدیدار نے مجھے لکھا کہ وہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ مارکیٹ کی طرف گئیں کیونکہ بیچ میں سے گئیں تھیں باہر سے نہیں گزر رہیں تھیں اس لئے چیکنگ کا خیال نہیں تھا انہوں نے ویسے بھی بیج لگایا ہوا تھا، لیکن وہاں سے نکلتے ہوئے ایک خادم نے کہا کہ آپ اپنے بیگ چیک کروائیں۔ لجنہ کی عہدیداران کہتی ہیں ہم نے انہیں بہت کہا کہ ہمارے بیج لگا ہوا ہے کہ ہم ڈیوٹی پہ ہیں، اندر سے آ رہی ہیں اور اندر دوبارہ واپس جا رہی ہیں، باہر نہیں نکلیں۔ لیکن اس نے کہا کہ بیگ وغیرہ چیک کئے بغیر مَیں تو آپ کو نہیں جانے دوں گا۔ کہتی ہیں ہم نے پوچھا آپ کو یہ چیکنگ کے لئے کس نے کہا ہے؟ مقصد یہ تھا کہ کوئی علیحدہ سے خاص ہدایت آئی ہے۔ اس نے سادہ سا جواب دیا، اس نے میرا حوالہ دیا کہ خطبہ میں حضور نے کہا کہ سکیورٹی والے بھی اگر باہر نکلتے ہیں تو ان کو بھی چیک کرنا ہے۔ اس لئے میرے لئے تو یہی ہدایت کافی ہے۔ اس لئے مَیں تو آپ کو چیک کئے بغیر نہیں جانے دوں گا چاہے افسر میرا کہتا ہے یا نہیں کہتا۔ تو یہ ڈیوٹی والوں کا جذبہ تھا۔ اس سے مجھے وہ واقعہ بھی یاد آ گیا۔ ایک دفعہ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وقت کی بات ہے احرار نے جب شرارت کرنے کا ارادہ کیا اور کافی زیادہ خطرہ بھی تھا تو بہشتی مقبرہ کے لئے حفاظت کے لئے آپ نے خاص طور پر ڈیوٹیاں لگائیں۔ ہر ایک کو خاص کوڈ بتایا کہ اس کے بغیر تم نے کسی کو اندر نہیں داخل ہونے دینا۔ چیک کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک دفعہ رات کو خود گئے تو ڈیوٹی والوں نے روک لیا، انہوں نے اپنا نام لیا۔ اس نے کہا حضور! مَیں نے آپ کو پہچان تو لیا ہے لیکن مجھے آپ کا حکم ہے کہ کوڈ کے بغیر جانے نہیں دینا۔ اس لئے آپ نہیں جا سکتے۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے اس کی بڑی تعریف کی۔ یہ بڑا لمبا واقعہ ہے۔ بہرحال اگر خلیفۂ وقت کی ہدایت پر خلیفۂ وقت کو خود روکا جا سکتا ہے تو عہدیداران کا روکنا کوئی ایسی بات نہیں۔

بعض نئے انتظامات ہوں تو اندازے صحیح نہیں ہوتے اور اندازے میں کمیاں بھی رہ جاتی ہیں۔ اس دفعہ بھی جلسہ گاہ میں داخلے کے گیٹ سکینرز کی وجہ سے محدود تھے اس لئے خاص طور پر عورتوں کو لمبے عرصہ کے لئے انتظار کرنا پڑا جس کا ذکر مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کیا تھا۔ بعض ڈیوٹی والی خواتین نے مجھے لکھا کہ رش اور لمبے انتظار کی وجہ سے عورتوں اور چھوٹے بچوں کو دو اڑھائی گھنٹے تک سایہ دار جگہ کی کمی ہونے کی وجہ سے دھوپ میں کھڑا ہونا پڑا۔ لیکن عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ بڑے صبر اور تحمل سے اتنا لمبا عرصہ اپنی باری کا انتظار کرتی رہیں۔ اور کیو (que) میں (لائن میں) لگی رہیں۔ ذرا بھی بے صبری اور ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ بچے بھی بڑی تکلیف میں تھے لیکن بڑے حوصلے سے انہیں بہلاتی رہیں۔ ایک کارکنہ لکھتی ہیں کہ ان ماؤں اور بچوں کی حالت دیکھ کر مجھے رونا آ رہا تھا۔ اس لئے بھی کہ یہ بچوں سمیت تکلیف میں ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ وہ احمدی مائیں ہیں اور یہ بچے ہیں جو جلسہ سننے کے لئے آئے ہیں۔ اور صرف اس لئے اتنے صبر اور حوصلے کا مظاہرہ یہ عورتیں کر رہی ہیں کہ ان کا یہاں آنا دینی غرض سے ہے۔ بہرحال بعض کارکنات ان کی یہ حالت دیکھ کر روتی تو رہیں لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھیں کیونکہ اپنے فرائض کی ادائیگی بھی ضروری تھی۔ گو بعد میں انتظام بہتر کر دیا گیا اور پہلے دن والا واقعہ دوبارہ نہیں ہوا۔ جمعہ کی وقتی تکلیف ہوئی تھی۔ انتظامیہ خاص طور پر چھوٹے بچوں والی ماؤں سے معذرت بھی کر رہی ہے اور ان کی شکرگزار بھی ہے۔ اس بات نے ان احمدی عورتوں کے صبر اور حوصلے کا اظہار بھی کروا دیا اور بتا دیا کہ آج تک یہ صبر ہم میں قائم ہے کیونکہ اگر ان عورتوں کی وجہ سے ذرا بھی بے صبری کا اظہار ہوتا تو وہ داخلے کا جو نظام تھا، تمام نظام درہم برہم ہو جانا تھا۔ اس کی کامیابی یقیناً شامل ہونے والوں کے تعاون کی وجہ سے ہے۔ اس کے لئے پھر وہی خدا تعالیٰ کی حمد کا مضمون چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی دلوں میں اس بات کو قائم رکھتا ہے کہ جماعت کے لئے تم نے قربانی دینی ہے۔ غیر از جماعت مہمانوں نے بھی خاص طور پر اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ ایسا پُرسکون que لگا ہوا تھا جو عجیب نظارہ پیش کرتا تھا۔

اسی طرح باقی شعبہ جات میں بھی اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کے نظارے دیکھے۔ ٹرانسپورٹ کا شعبہ گزشتہ سال بھی اچھا انتظام تھا لیکن اس سال پہلے سے بہتر ہوا۔ لنگر خانے کا شعبہ ہے۔ کھانا کھلانے کا شعبہ، کھانا پکانے اور کھلانے کے بہترین انتظامات تھے۔ دوسرے تمام شعبہ جات بھی، گویا تمام شعبے جو ہیں شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور اخلاص میں مزید بڑھائے۔ (آمین۔)

پولیس نے بھی جلسہ کے بعد ہماری انتظامیہ سے یہی کہا ہے کہ غیر معمولی سکون کے ساتھ تمام کام ہوئے ہیں جو ہمارے لئے بھی نمونہ ہیں۔ اسی طرح حکومت کے محکمہ ہیلتھ اینڈ سیفٹی نے گزشتہ سال اپنے قواعد کی وجہ سے کچھ پابندیاں لگائی تھیں اس سال نہ صرف یہ کہ گزشتہ کمیاں دور ہوئی ہیں بلکہ محکمہ ہیلتھ اینڈ سیفٹی نے انتظامیہ کو کہا کہ آپ کا کام اتنا مثالی تھا کہ ہم اپنے محکمہ کی جو مجموعی رپورٹ چھپتی ہے اس میں اس کی مثال دوسروں کے لئے بھی پیش کریں گے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں ورنہ یہ ہماری کوششیں نہیں جو تمام متعلقہ لوگوں کے رُخ بھی ہماری طرف کر دیں۔ پس ہماری نظر تو ہمیشہ کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف ہی ہے اور ہونی چاہئے اور اس کی ہم حمد کرتے ہیں جو اپنے فضلوں سے ہمارے کاموں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے اور بہتر نتائج بھی پیدا فرماتا ہے۔ اور دشمن کے منصوبوں کو بھی خاک میں ملاتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں کہ اس نے اپنا خاص ہاتھ رکھتے ہوئے اور نصرت فرماتے ہوئے تمام شعبہ جات کے کارکنان کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شاملین نے بھی اور ایم ٹی اے کے ذریعہ دیکھنے والوں نے بھی جلسے پر اللہ تعالیٰ کے افضال کی بارش ہوتے دیکھی جس کا اظہار خطوط میں ہو رہا ہے۔ اللہ ہم پر اپنے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

فضلوں کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے۔(آمین) اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر جو حسنِ ظن فرمایا ہے اس پر ہم پورا اترنے کی کوشش کرنے والے ہمیشہ بنے رہیں۔(آمین)

آپؑ فرماتے ہیں کہ:''جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے وہ زمانے بھر میں اس وقت کسی دوسرے میں نہیں''۔

پس ترقی اور تبدیلی میں ہم نے قدم آگے بڑھانا ہے انشاء اللہ اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی حمد کرنے والا بننا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہمیشہ ہم پر پہلے سے بڑھ کر نازل ہوتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آج ایک افسوسناک خبر بھی ہے۔ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب جو ہمارے مصری احمدی تھے کل ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کی نمازِ جنازہ تو انشاء اللہ غالباً سوموار کے دن پڑھائی جائے گی۔ لیکن ان کے بعض کوائف پیش کرتا ہوں۔ ان کی فروری 1936ء میں مصر میں پیدائش ہوئی۔ اس لحاظ سے تقریباً 74 سال عمر بنتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 1971ء سے کینیڈا میں تھے۔ 1955ء میں ان کی بیعت ہوئی تھی۔ بیعت کی کافی لمبی تفصیلات ہیں۔ الفضل میں طاہر ندیم صاحب جو عرب احمدیوں کا تعارف کروا رہے اس میں ان کے بارہ میں بھی لکھا ہے۔ ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔ پہلی اہلیہ ان کی وفات پا گئیں تھیں پھر انہوں نے دوسری شادی کی ہے۔ یہ مختلف آئل کمپنیوں میں کام کرتے رہے ہیں۔ ان کے پاس جماعتی عہدے بھی تھے۔ کینیڈا میں نیشنل سیکرٹری تبلیغ رہے ہیں اور 85ء میں یہاں پر انٹرنیشنل کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ یہ جماعتی خدمات کا ایک خاص جوش اور ولولہ رکھتے تھے۔ عربوں کے لئے آڈیو کیسٹ تیار کرتے رہے۔ ایم ٹی اے کے لئے بہت سارا مواد انہوں نے تیار کیا ہوا ہے۔ ان کے کئی پروگرام آچکے ہیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ انہوں نے اپنی بہت ساری بڑی بڑی رقمیں جماعت کے لئے پیش کیں۔ ان کے بارہ میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہ فرمایا تھا کہ مَیں نے ایک دفعہ حساب کیا یہ اپنی آمد کا ستّر (70) فیصد چندوں میں ادا کر دیا کرتے تھے۔ بہت زیادہ مالی قربانی کرنے والے تھے۔ پرنٹنگ پریس لگانے کے لئے انہوں نے مرکز میں خرچ کیا اور مصر میں دارالتبلیغ میں بھی اور کئی کتب انہوں نے تصنیف کی ہیں۔ محکمة الفکر عربی کی کتاب ہے۔ اَجوبة عن الایمان، الاسلام الدین الحی، معجزه الفلکیة، السیرة المطهره، دلائل صدق الانبیاء'' اور اسی طرح حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحبؓ کی ایک کتاب ہے حضرت خلیفہ الاوّلؓ نور دین۔ اس کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب "Revelation, Rationality, Knowledge & Truth" کا ترجمہ کیا۔ انہوں نے Five Volume کی کمنٹری کی پہلی جلد کا بھی ترجمہ کیا۔ 2003ء میں مجھے یاد ہے مسودہ میرے پاس لے کر آئے اور اس وقت کافی بیمار تھے اور کہا کہ مجھے اتنی توفیق مل جائے کہ یہ مکمل ہو جائے اور اس کی اشاعت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو توفیق دی اور غالباً چار یا پانچ ماہ ہوئے کہ یہ شائع بھی ہوگئی ہے۔ اسی طرح دیباچہ تفسیر القرآن کا ترجمہ انہوں نے کیا، گو دوسرے ساتھی بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ جلسوں پر اچھی تقریریں کیا کرتے تھے۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مَیں نے ان کو پہلی دفعہ 1984ء میں غالباً گھانا میں دیکھا۔ یہ 84ء میں خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے کہنے پر گھانا گئے تھے۔ گھانا میں اس وقت بعض غیر احمدیوں کا خیال تھا کہ عرب مسلمان جو ہیں وہ احمدی نہیں ہوتے تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو بھجوایا تھا کہ جائیں اور وہاں ان مسلمانوں میں جہاں عربوں کا زیادہ رسوخ ہے احمدیت کی تبلیغ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو وہاں کافی موقع ملا اور اس کے بعد 84ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہجرت کی تو یہ بھی یہاں آگئے تھے تو انہوں نے اشاعت تصنیف کا کام بہت کیا اور کچھ تھوڑا سا ابتلا میں سے بھی گزرنا پڑا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے انتہائی اخلاص و وفا انہوں نے دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پھر بہت اجر عطا فرمایا۔ اب جب گزشتہ سات آٹھ مہینے سے زیادہ بیمار ہوئے تو مجھے لکھتے رہے کہ مَیں یہاں آنا چاہتا ہوں۔ جتنا وقت ہے وہ یہاں آپ کے قریب گزارنا چاہتا ہوں تو مَیں نے کہا یہیں آجائیں تو یہاں تشریف لے آئے۔ گیسٹ ہاؤس میں جس دن آئے ہیں کافی بیمار تھے مجھے پتہ لگا تو مَیں نے کہا کہ جا کے مَیں پتہ کرتا ہوں لیکن ان کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ مَیں آرہا ہوں تو بڑی تیزی سے یہ اپنے کمرے سے نکلے ہیں اور میرے دفتر پہنچ گئے۔ مَیں نے ان سے پوچھا بھی کہ مَیں خود آرہا تھا۔ تو انہوں نے کہا نہیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ مَیں آیا ہوں، مَیں نے خود ملنے آنا تھا۔ اب وہ یہیں تھے۔ چند دن پہلے زیادہ بیمار ہوئے ہیں تو ہسپتال داخل ہوئے ہیں اور پھر بیماری بڑھتی چلی گئی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ عربی کے جو پروگرام تھے ''الحوار المباشر'' اس میں ان کا بڑا کردار رہا ہے اور کسرِ صلیب کے لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہونے کا حقیقی حق ادا کیا ہے۔ بائبل کا گہرا علم رکھتے تھے اس وجہ سے بڑے بڑے پادری بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ کینسر کی بیماری تھی جو بڑے صبر سے انہوں نے گزاری ہے اور جب تک انتہا نہیں ہوگئی اس وقت تک خدمت کرتے رہے ہیں اور اپنے ساتھیوں پر بھی ظاہر نہیں ہونے دیا کہ بیماری کتنی شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ مَیں نے کہا غالب خیال یہی ہے کہ سوموار کو ان کا جنازہ ہوگا۔ ان کے بچوں بیٹے اور بیٹی نے آنا ہے۔

بقیہ: رمضان المبارک از صفحہ نمبر 9

ہو۔ کہنے لگا کہ نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا بیٹھو۔ راوی کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں حضورؐ کے پاس کھجوروں سے بھری ہوئی ٹوکری بطور ہدیہ آئی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا وہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ مَیں موجود ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ٹوکری لے جاؤ اور اسے صدقہ کر دو۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اے رسولِ خدا! کیا اس شخص کو صدقہ دیا جائے جو مجھ سے بھی غریب اور محتاج ہو؟ بخدا اس وادی میں تو میرے گھر سے زیادہ غریب اور حاجتمند اور کوئی نہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ بات سن کر قہقہہ مار کر ہنسے۔ آپؐ کی داڑھیں نظر آرہی تھیں اور پھر فرمایا کہ اچھا اپنے اہل و عیال کو ہی کھلا دو۔

☆ **روزہ چھوڑنا:**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔''

(الحکم 24/ جنوری 1901ء)

☆ **سفر میں روزہ رکھنا:**

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ کا کیا حکم ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضاً اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَر یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہیے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃٌ ایّام اُخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زورِ بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے' اس کی اطاعتِ امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعتِ امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔'' (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 189)

☆ **روزہ کی نیت:**

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کر روزے کی نیّت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی اب میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیّت میں فرق نہیں۔

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **روزہ دار کا آئینہ دیکھنا:**

ایک شخص کا سوال حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں فرمایا ''جائز ہے۔'' (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **روزہ دار کا تیل لگانا:**

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا ڈاڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ''جائز ہے۔''

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **بیمار کا روزہ رکھنا:**

اِسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ ''یہ سوال ہی غلط ہے بیمار کے لئے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔''

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **مسکین کو کھانا کھلانا:**

اِسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہے۔ اس کے کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ ''ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ مین بھیج دے۔''

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **روزہ دار کا سُرمہ لگانا:**

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھ میں سُرمہ ڈالے یا نہ ڈالے......فرمایا۔ ''مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سُرمہ لگائے، رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔'' (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 184)

☆ **جو روزہ نہ رکھ سکیں:**

سوال:۔ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جب کہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و رودگی ہوتی ہے۔ ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ فرمایا۔ ''ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یُسر ہو رکھ لے اور عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔''

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 184)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک میں روحانی اور جسمانی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے اور اپنے محبوب بندوں میں داخل کرے۔ آمین ثم آمین۔

زکوٰۃ کی اہمیت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''زکوٰۃ نہ دینے والے کو بھی قرآن نے مشرک کہا ہے۔ ﴿وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ﴾ (حم السجدة:7-8)۔ ترجمہ: اور (یاد رکھو کہ) مشرکوں کے لئے عذاب (مقدر) ہے۔ وہ مشرک جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ زکوٰۃ نہ دینا گویا روپیہ کو اپنا معبود سمجھنا ہے۔ اور جو ہر سال اس معبود کا چالیسواں حصہ اپنے ہاتھ سے توڑتا رہتا ہے وہ مشرک نہیں رہ سکتا''۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ775)

روحانی اور جسمانی برکات سمیٹے ہوئے ایک ماہ کا مہمان

رمضان المبارک

(طاہر محمود احمد ۔ ربوہ)

(دوسری اور آخری قسط)

رمضان المبارک کی تین اجتماعی برکات

روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ شریعتِ اسلامیہ نے ضروری قرار دیا ہے کہ روزہ دار ہمہ وقت تلاوتِ قرآن کریم، نوافل، ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہے۔ ہر قسم کی لغوبات اور لغو عمل سے اجتناب اختیار کرے۔ اسلام نے انفرادی برکات کے علاوہ اجتماعی طور پر بھی رمضان کے ساتھ بعض برکات کو مخصوص کر دیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

پہلی برکت ۔ نماز تراویح

قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کے لئے نماز تہجد کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپؐ کے صحابہ ؓ بھی حضورؐ کے نقشِ قدم کی پیروی میں تہجد پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ہے جو سونے سے بیدار ہو کر طلوعِ فجر سے پہلے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔ یہ انفرادی نماز خلوت اور تنہائی کی مناجات ہے جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ زندگی بھر لمبے قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز تہجد پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ تین وتروں کے علاوہ آٹھ رکعت نفل بطور تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔ آخر میں وتر پڑھتے تھے۔ یہ نوافل حضورؐ بالعموم دو دو رکعتوں کی صورت میں پڑھا کرتے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آپؐ نے ان آٹھ نوافل کا رمضان اور غیر رمضان میں التزام فرمایا ہے۔

رمضان قرآن کا مہینہ ہے۔ اس میں بکثرت تلاوتِ قرآن کریم لازمی ہے۔ خود حضرت جبریلؑ اس ماہ میں آپؐ کے ساتھ قرآن مجید کا دَور فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ماہِ رمضان میں اجتماعی طور پر تلاوت کرتے اور قرآن مجید سُننے کی صورت یوں پیدا فرمائی کہ آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں نے آپؐ کی اقتداء میں نوافل ادا کئے۔ ایسا صرف دو تین روز ہوا۔ مگر نہایت پُر کیف منظر تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے مگر رسول اکرم ﷺ شارع نبی تھے اس لئے آپؐ نے اس کی فرضیت کے احتمال کے پیشِ نظر اجتماعی شکل کو ترک فرما دیا۔ لوگ انفرادی طور پر اپنے اپنے مقام پر تہجد کے وقت نوافل میں تلاوتِ قرآن کریم کرتے تھے۔ کچھ لوگ عشاء کے بعد بھی یہ نوافل پڑھ لیتے تھے۔ عہد فاروقی میں یہ طریق منظّم ہو گیا کہ ایک امام کی اقتداء میں رمضان میں سارا قرآن مجید سُنایا جائے۔ یہ نوافل تراویح قرار پائے اور بالعموم نوافل عامۃ الناس کی سہولت کے پیشِ نظر بعد نماز عشاء یہ نوافل پڑھے جانے لگے اور آج چودہ صدیاں بیت چکی ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک میں یہ طریق جاری و ساری ہے۔ کتنی شاندار یہ برکت ہے کہ عالمِ اسلام میں ہر جگہ حُفّاظ اور قاریوں کے ذریعہ سارا قرآن مجید سُنا جاتا ہے۔ یہ بابرکت طریق قرآن مجید کی حفاظت کے لئے بھی ایک بے مثال ذریعہ ہے۔ تمام مساجد میں رمضان کی ہر رات یہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ امام اگر ایک لفظ بھی بھول جاتا ہے تو فوراً مقتدیوں کی طرف سے اس کی تصحیح ہو جاتی ہے۔ اس طریق سے صدہا حُفّاظ بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہ طریق ایک اجتماعی برکت ہے۔ آخری حصۂ شب میں سحری کے وقت تہجد کی نماز اپنی جگہ پر مستقل مناجات کا طریقہ ہے۔ رمضان المبارک میں روزہ داروں کے لئے اس کا التزام کرنے کا بھی بہترین موقعہ میسّر آتا ہے۔

دوسری برکت ۔ اعتکاف

سارا رمضان ہی روحانی جدوجہد کا مہینہ ہے مگر آخری عشرہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دن گویا روحانی پھلوں کے پکنے کے دن ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان ایّام میں خاص طور پر کمر ہمت کس لیا کرتے تھے اور سب اہل و عیال کو بھی اس روحانیت کی بارش سے پورا حصّہ لینے کی تلقین فرماتے تھے۔ قرآن مجید نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے احکام بیان فرمائے ہیں۔ معتکف مسجد کے ایک حصہ میں آخری دس روز کے لئے خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ وہ از خود شوق سے روزہ دار سے بھی زائد پابندیوں کو قبول کر لیتا ہے۔ دن رات درِ محبوب پر دُھونی رما کر بیٹھ جاتا ہے۔ عاجزی، گریہ و زاری اور محبت کے خاص انداز سے قربِ الٰہی پاتا ہے۔

اعتکاف سُنتِ نبویؐ ہے۔ جو شخص اس سُنّت کی پیروی کر سکے اس کے لئے بہت بابرکت ہے۔ یہ خلوت نشین بھی اُمّت کے نمائندوں کے طور پر آستانۂ الوہیت پر ناصیہ فرسا ہوتے ہیں اور اسلام کے غلبہ، امام جماعت اور اُمت کے افراد کی فلاح و بہبود اور خدمتِ دین بجالانے والوں کی کامرانی اور کامیابی کے لئے ہمہ وقت دعائیں معتکفین کا شعار ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بھی رمضان کی ایک اجتماعی برکت ہے۔

تیسری برکت ۔ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کو بہترین رات قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر سے مراد مامور کا زمانہ بھی ہوتا ہے۔ ہر فرد کی حقیقی اور مقبول توبہ کی گھڑی کو بھی صوفیاء نے اس کی لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ اُمت کی ایک اجتماعی عمومی لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ احادیثِ نبویہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ رات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔ یہ انوار و افضال کی رات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دربارِ عام کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ قبولیت کی خاص گھڑیاں ہوتی ہیں۔ مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دعا کرنے والے خاص لذّت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ دل نورانیت سے بھر جاتا ہے۔ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اس کا ایک مستحکم اور پائیدار رابطہ ذاتِ اقدس سے قائم ہو جاتا ہے۔ وہ ایک نورانی وجود بن جاتا ہے۔ روح القدس کو حاصل کر لیتا ہے۔ گویا اسے زندگی کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے یہ رات اس کی ساری زندگی (اَلۡفِ شَھۡرٍ) سے بہتر رات شمار ہوتی ہے۔

یہ لیلۃ القدر اُمّتِ محمدیہ کے لئے بڑی خیر و برکت کی رات ہوتی ہے۔ ملائکہ اور جبریل کا نزول ہوتا ہے اور انوار کی بارشیں چاروں طرف ہوتی ہیں۔ اس رات کی برکتوں سے مومنوں کے قلوب میں وہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو موسمِ بہار میں زرخیز زمینوں پر موزوں بارش ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ اس رات میں قوموں کے عروج و زوال کے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور زمین پر بروقت ان کا نفاذ ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ لیلۃ القدر رمضان کی نہایت ہی بابرکت رات ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جس سے اُمّتِ محمدیہ مخصوص ہے۔

روزوں کے متعلق مسائل

☆ **چاند دیکھ کر روزے رکھنا:**

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَاتَصُوۡمُوۡا حَتّٰی تَرَوُا الۡھِلَالَ وَلَاتُفۡطِرُوۡا حَتّٰی تَرَوۡہُ فَاِنۡ غُمَّ عَلَیۡکُمۡ فَاقۡدُرُوۡا لَہٗ ۔(مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آئے روزے شروع نہ کرو اور رمضان کو ختم سمجھ کر روزے ترک نہ کرو جب تک نیا چاند دکھائی نہ دے۔ اگر بادل ہوں تو اندازہ کر لو یعنی تیس دن پورے کر کے نئے مہینے کا آغاز سمجھو۔

☆ **سحری کھاتے ہوئے اذان سننا:**

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ اَحَدُکُمۡ وَالۡاِنَاءُ فِیۡ یَدِہٖ فَلَایَضَعۡہُ حَتّٰی یَقۡضِیَ حَاجَتَہٗ مِنۡہُ (ابوداؤد)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سحری کے آخری وقت انسان کے ہاتھ میں کھانے یا پینے کا برتن ہو اور مؤذن کی اذان اس کے کان میں پڑ جائے تو اسے اپنی ضرورت پوری کر کے برتن رکھنا چاہئے۔

☆ **روزہ میں مسواک:**

عَنۡ عَامِرِ بۡنِ رَبِیۡعَۃَ قَالَ رَأَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَالَا اُحۡصِیۡ یَتَسَوَّکُ وَھُوَ صَائِمٌ ۔ (الترمذی)

ترجمہ: حضرت عامرؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ روزہ دار ہونے کی صورت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔

☆ **روزہ دار کا بھول کر کھانا یا پینا:**

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ نَسِیَ وَھُوَصَائِمٌ فَأَکَلَ اَوۡ شَرِبَ فَلۡیُتِمَّ صَوۡمَہٗ فَاِنَّمَا أَطۡعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ ۔

(بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روزہ دار بھول کر کھا لے یا پی لے اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔

☆ **جھوٹ بولنے والے کا روزہ نہیں ہوتا:**

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَ الۡعَمَلَ بِہٖ۔ فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیۡ اَنۡ یَدَعَ طَعَامَہٗ وَ شَرَابَہٗ ۔ (البخاری)

ترجمہ: ۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا ترک نہیں کرتا اور جھوٹ پر عمل پیرا ہونا نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو ہرگز ضرورت نہیں کہ وہ شخص یونہی روزہ کے نام پر اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔

☆ **گرمی یا پیاس سے سر پر پانی ڈالنا:**

عَنۡ بَعۡضِ أَصۡحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدۡ رَأَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِالۡعُرۡجِ یَصُبُّ عَلٰی رَأۡسِہِ الۡمَاءَ وَ ھُوَ صَائِمٌ مِنَ الۡعَطَشِ اَوۡ مِنَ الۡحَرِّ ۔(البیہقی)

ترجمہ: ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عرج مقام پر دیکھا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار ہوتے ہوئے پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی بہا رہے تھے۔

☆ **روزہ کی حالت میں ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا کفارہ:**

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ بَیۡنَمَا نَحۡنُ جُلُوۡسٌ عِنۡدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذۡجَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ھَلَکۡتُ قَالَ مَالَکَ قَالَ وَقَعۡتُ عَلَی امۡرَأَتِیۡ وَأَنَاصَائِمٌ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھَلۡ تَجِدُ رَقَبَۃً تُعۡتِقُھَا قَالَ لَا قَالَ فَھَلۡ تَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ تَصُوۡمَ شَھۡرَیۡنِ مُتَتَابِعَیۡنِ قَالَ لَا قَالَ ھَلۡ تَجِدُ اِطۡعَامَ سِتِّیۡنَ مِسۡکِیۡنًا قَالَ لَا قَالَ اِجۡلِسۡ وَمَکَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَبَیۡنَا نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ أُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیۡہِ تَمۡرٌ وَالۡعَرَقُ الۡمِکۡتَلُ الضَخِمُ قَالَ أَیۡنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذۡ ھٰذَا فَتَصَدَّقۡ بِہٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا أَعۡلٰی أَفۡقَرَ مِنِّیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ فَوَ اللّٰہِ مَابَیۡنَ لَابَتَیۡھَا یُرِیۡدُ الۡحَرَّتَیۡنِ أَھۡلُ بَیۡتٍ أَفۡقَرُ مِنۡ أَھۡلِ بَیۡتِیۡ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتۡ أَنۡیَابُہٗ ثُمَّ قَالَ أَطۡعِمۡہُ أَھۡلَکَ ۔

(البخاری)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ! میں تو ہلاک ہو گیا ہوں۔ فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کیا کہ روزہ دار ہو کر مَیں نے اپنی بیوی سے مجامعت کر لی ہے۔ فرمایا کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر حضورؐ نے پوچھا کہ کیا تم دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:دورہ یورپ از صفحہ نمبر 16

نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں، ان کی مثالیں قرآنِ کریم میں دی گئی ہیں۔ اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآنِ شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں کبھی گزریں۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گزرتی ہیں۔ پس جب کہ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول ان چیزوں کو ایک نرالی چیز بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دور جا پڑتے ہیں اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا جو گائیوں اور بھینسوں سے دوہا جائے گا۔ گویا دودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہوں گے۔ اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے بہت سے چھتے لگائے ہوئے ہوں گے۔ اور فرشتے تلاش کر کے وہ شہد نکالیں گے۔ اور نہروں میں ڈالیں گے۔ کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی ہیں اور روحانی غذائیں ہیں۔ گو ان غذاؤں کا تمام نقشہ جسمانی رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ جتنی جتنی کسی کی روحانی ترقی ہوگی اللہ تعالیٰ کے رضا کی حصول کی کوشش ہوگی اتنا اتنا اس جنت سے ایک مومن کو حصہ ملے گا۔ مرد ہو یا عورت ہو وہ نعمتیں ایک مومن کے لئے مہیا ہوں گی۔ پس جو جنت اخروی جنت ہے اس کے حصول کی کوشش اس دنیا میں شروع ہو جاتی ہے۔ جس قدر ایک مومن اس دنیا میں اپنی جنت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بنانے کی کوشش کرے گا اسی قدر بلکہ اس سے کئی گنا بڑھ کر اخروی جنت کا وارث بنے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اجر دس گنا بلکہ اس سے بھی لامحدود حد تک چلا جاتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ لامحدود اجروں کی خوشخبری دیتا ہے تو انسان اس کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس جنت میں مومن کے مقام کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن نعمتوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو یہ کہہ کر ان پر واضح کیا گیا ہے کہ تَحْتِهَا الْاَنْهٰر۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جنت کی نعمتوں کی فراوانی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اقتباس سے ظاہر ہے یہ ظاہری دودھ اور شہد کی نہریں نہیں ہیں بلکہ اس کی اور ہی کیفیت ہے۔ وہ عمل جو ایک مومن نے اس دنیا میں کئے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کی جزا اس قدر زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمت کی اگلے جہان میں نہریں چلا دی ہیں۔ وہ جتنا چاہیں جب چاہیں اس سے فیض اٹھاتے چلے جائیں۔ دنیاوی نہریں تو بارشوں اور پہاڑوں پر برف کی مرہونِ منت ہیں۔ اگر بارش نہ ہو، برف نہ پڑے تو نہریں اور دریا سوکھ جاتے ہیں۔ یا اگر زیادہ بارشیں ہو جائیں، برفیں پڑ جائیں تو سیلاب آ جاتے ہیں۔ یہ دنیا کے ہر ملک میں ہم دیکھتے ہیں۔ بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں ان نعمتوں کی نہروں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک تو تمہارے نیچے نہریں ہیں، یہ نعمتیں تمہیں ہر وقت میسر ہیں اور پھر یہ کہ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسی اور کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تمہارا جنت میں آنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لینا ہی اس بات کے لئے کافی ہے کہ یہ نہریں تمہارے زیرِ تصرف ہیں اور پھر یہ نہریں خشک ہونے والی نہیں ہیں نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچانے والی ہیں۔ پھر فرمایا کہ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ان نہروں اور جنتوں کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی عرصہ مقرر نہیں ہے کہ اتنے عرصے کے لئے فائدہ اٹھا لو۔ بلکہ ایک مرتبہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے تم جنت میں آ گئے تو پھر ہمیشہ ہی اس جنت میں رہو گے۔ ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے رہو گے۔ اور یہ لامحدود نعمتیں ہمیشہ تمہارے تصرف میں رہیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نعمتیں بھی لامحدود اور لازوال ہیں۔ ہمیشہ کے لئے تمہیں اس جنت میں رہنا بھی ہے لیکن کہاں رہنا ہے۔ یہ ایک ظاہری نقشہ کھینچا ہے کہ ایسے گھروں میں رہو گے جو مَسٰکِنَ طَیِّبَةً ہیں۔ جو بہت ہی پاکیزہ گھر ہیں۔ ایسے پاکیزہ گھر ہیں جن میں کسی قسم کی کثافت اور گندگی اور خیالات اور تصورات کی ناپاکی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ گھر دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ ان گھروں کی صفائی اور پاکیزگی عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ یہ تمام نعمتیں جو انسان کو اخروی جنتوں میں ملیں گی اور جنتی ان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں گے۔ لیکن سب سے زیادہ جو بات جنتیوں کی خوشی کا موجب ہو گی اور جس کے لئے اس دنیا میں بھی وہ نیک اعمال بجا لاتے رہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی فوزِ عظیم ہے۔ یہی اصل کامیابی ہے تمہاری۔ یہی وہ آخری مقصد ہے جس کے حصول کے لئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ اگر اس مقصد کو پا لیا تو جنت کی تمام قسم کی نعماء کا حصول ممکن ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردد منسوب ہی نہیں ہوتا اس لئے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر ہی رکھا ہے۔ فرمایا انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد میں ہوتا ہے۔ مگر جس قدر قربِ الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰه سے رنگین ہوتا جاتا ہے اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قربِ الٰہی ہوگا اسی قدر، اصلی سکھ اور آرام پاتا ہے جس قدر قربِ الٰہی ہوگا اسی قدر اصل سکھ اور آرام پائے گا۔ پس یہ اصل مقصود ہے ایک مومن کا کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور یہی نمونے انبیاء کے حقیقی متبعین نے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ آپ کے ماننے والوں کے سامنے رکھے ہیں۔ یہ جنت کی نعمتیں، جنت کی نہریں، اعلیٰ گھر، یہ سب تو زائد انعامات ہیں۔ ان اعمال کا جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک مومن کرتا ہے۔ اور یہ صرف اخروی زندگی کے انعامات نہیں ہیں، مرنے کے بعد کے انعامات نہیں ہیں بلکہ یہ دنیا کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی وجہ سے یا اس کی کوشش کی وجہ سے اس دنیا میں ہمارے لئے جنت بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردد، پریشانی، گھبراہٹ، بے چینی میں مبتلا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق ہو اور انسان خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی پریشانیوں، دکھوں، تکلیفوں کو سکون میں بدل دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے تو اس سے پہلی آیت میں بعض اعمال کا ذکر کر کے یہ بھی بتا دیا کہ یہ عمل ہیں جو ایک مومن بنانے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ورنہ صرف اپنے منہ سے اپنے آپ کو مومن کہنے سے انسان مومن نہیں بن جاتا۔ اس لئے جب ان لوگوں نے جو جنگلوں میں دیہاتوں میں رہنے والے تھے جن کو بدّو بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جب یہ کہا کہ ہم ایمان لے آئے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ حقیقت میں تم ایمان نہیں لائے ہاں تمہارا جواب فی الحال یہ ہونا چاہئے کہ اَسْلَمْنَا کہ ہم نے فرمانبرداری قبول کر لی ہے لیکن ایمان کی جو حالت ہونی چاہئے وہ تم میں پیدا نہیں ہوئی۔ وہ حالت کس طرح پیدا ہوگی؟ فرمایا اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت کرو گے تو تب ہی کامل ایمان ہوتا ہے، تو جیسا کہ مَیں کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے اس پہلی آیت میں فرماتا ہے کہ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یعنی مومنین آپس میں ایک جان کی طرح ہیں۔ ولی کے معنی ہیں دوست۔ ایک دوسرے سے پیار محبت کا سلوک کرنے والے۔ ایک دوسرے کے مددگار، حفاظت کرنے والے۔ ایک دوسرے کے معاملات کی نگرانی کرنے والے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس اگر جنت کا امیدوار بننا ہے تو آپس میں اس تعلق کو نبھانا ہوگا صرف آخرت کی جنت کی ضمانت نہیں ہے۔ بلکہ اس دنیا کی جنت کی ضمانت بھی بن جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں جو جَنّٰتٍ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے دنیاوی اور اخروی جنت دونوں مراد ہیں۔ جب مومن خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس دنیا میں بھی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ جو لوگ اس بات کی تلاش میں رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کہ مومن آپس میں ایک دوسرے پر بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنے تعلقات کو استوار کیا۔ دوسرے مومن کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھا۔

اس کا نظارہ حال ہی میں ہمیں لاہور میں ہونے والے واقعات میں نظر آتا ہے جو ہماری دو مساجد میں ہوا۔ دنیائے احمدیت میں ہر جگہ بلا تخصیص قوم، نسل، رنگ احمدیوں پر ہونے والے ظلم نے ہر احمدی کے دل کو بے چین کر دیا۔ کئی خطوط مجھے آئے ہیں کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنی تکلیف میں ہو تو کیا تمہارا کوئی قریبی عزیز اس واقعہ میں شہید یا زخمی ہوا ہے؟ تو ہمارا جواب ہوتا ہے کہ یہ سب ہمارے اپنے ہی تو تھے۔ ہر شہید ہونے والا میرا باپ، میرا بھائی، میرا بیٹا تھا۔ یہ صرف پرانے احمدیوں کا یا پاکستان کے احمدیوں کا حال نہیں ہے، بلکہ افریقہ کے ایک ملک کے دور دراز علاقے سے مجھے یہ مربی صاحب نے لکھا کہ میں جمعہ کے وقت 28 مئی کو جب دور دراز کی ایک دیہاتی جماعت میں پہنچا، تو ایم ٹی اے پر یہ خبر آ رہی تھی یا خطبہ کے دوران میرے سے سنا۔ تو یہ جماعت نومبائعین کی جماعت ہے اور دور جنگلوں میں رہنے والی جیسا کہ میں نے کہا، اور دیہاتی جماعت ہے۔ سڑکیں بھی وہاں نہیں جاتیں۔ جس میں اکثریت اَن پڑھوں کی ہے۔ افریقن لوگ ہیں۔ لیکن جب ان کو خطبے کے دوران ان کی زبان میں اس تمام واقعہ کی تفصیل بتائی جا رہی تھی تو ہر چہرے سے بے چینی نظر آ رہی تھی۔ ہر چہرے پر جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ اور پھر نماز کے دوران وہ کہتے ہیں کہ جس طرح رقت سے اور رو کر دعائیں انہوں نے کی ہیں۔ حیرت ہوتی تھی ان کو دیکھ کر۔ ایک عجیب کیفیت تھی۔ پس یہ مطلب ہے ولی ہونے کا۔ جس نے محبت، پیار کے جذبات اور تعلق میں تمام دنیاوی سرحدوں اور رنگ و نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور یہ ہے وہ انقلاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے ہم میں پیدا کیا ہے۔ یہ کیفیت یقیناً آپ میں بھی پیدا ہوئی ہے۔ تو یہ صرف وقتی اور جذباتی کیفیت نہ ہو، بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا اور اُس دنیا دونوں کی جنتوں کے حصول کے لئے یہ ایک مومن کا شیوہ ہونا چاہئے۔ مومنین اور مومنات کے لئے آپس میں ایک دوسرے کا مددگار ہونا بھی ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے جب مومن اور مومنات کا تصور ابھرے گا تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی تصور ابھرے گا کہ نیکیوں میں ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس آپ عورتیں اور مرد جو میرے مخاطب ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر حقیقی جنت کی تلاش ہے تو نہ صرف خود نیکیوں میں آگے بڑھیں بلکہ نیکیوں کے انجام دینے میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں۔ محبت اور پیار کے تعلق کو بڑھائیں۔ ذرا ذرا سی بات پر رنجشوں اور ناراضگیوں کی دیواریں کھڑی کرنے کے بجائے ان دیواروں کو گرائیں۔ اور دیواریں بھی بعض اوقات ایسی کھڑی کر دیتے ہیں جن کا گرانا مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا کہ ولی ہونے کا ایک مطلب ہے کہ معاملات کا نگران ہونا۔ جس طرح اپنے ذاتی معاملات کی نگرانی ہر انسان کرتا ہے ایک مومن مرد اور مومن عورت کا فرض ہے کہ دوسرے کے معاملات کی نگرانی بھی اسی طرح کرے۔ اپنے حقوق کی حفاظت کی فکر ہے تو دوسرے کے حقوق کی حفاظت کی فکر بھی ہو۔ اگر محبت پیار کے سلوک اور حقوق کی حفاظت و نگرانی میں جماعتی عہدیداران اپنے نمونے قائم کریں گے تو پچاس (50) فیصد اصلاح تو اسی طرح ہو جائے گی۔ کیونکہ اگر ہر سطح پر جماعتی عہدیداروں کو لیں، خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کو لیں، انصار اللہ کے عہدیداران کو لیں۔ اور آپ لجنہ ہیں، لجنہ اپنے ہر سطح پر عہدیداران کو لیں تو پچاس فیصد افرادِ جماعت کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی خدمت بجا لا رہے ہیں تو یہ شامل ہو جاتے ہیں۔ تو پچاس فیصد کی اصلاح تو ہو گئی۔ اگر ارادہ ہو۔ پس مومن اور مومنات بننے کے لئے ضروری ہے کہ ان انعامات سے فیضیاب ہونے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے رکھے ہیں ان نفرتوں اور کدورتوں کو دلوں سے نکال کر پھینک دیں جو ایک دوسرے کے لئے بعض کے دلوں میں پنپ رہی ہیں۔ میں کسی کے دل کا حال نہیں جانتا لیکن بعض شواہد اور واقعات ایسے میرے سامنے آتے ہیں جن سے دلوں کی کدورتوں کے اظہار ہو رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اور بڑی تکلیف سے پھر کہہ رہا ہوں کہ صرف ایمان کا اظہار کافی نہیں ہے۔ وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حقیقی ولی بننے کی ضرورت ہے۔ بنیان مرصوص بننے کے لئے، ایک مضبوط دیوار بننے کے لئے ولی بننے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کا مددگار بننے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے لئے حفاظت کا فرض ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم اپنے دشمن پر اپنے مخالفین پر غلبہ

حاصل کرسکیں گے۔ تبھی ہم ان جنتوں کے وارث بن سکیں گے جن کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگر اس حقیقت کو آپ سمجھ لیں۔ ہر عورت اور ہر لڑکی اپنا جائزہ لے۔ ہر مرد اور ہر نوجوان اپنا جائزہ لے تو ایک جنت نظیر معاشرہ آپ قائم کرنے والے ہوں گے۔ گھروں کے سکون بھی قائم کرنے والے ہوں گے۔ آپس کے تعلقات میں بھی خوبصورتی نظر آئے گی۔ عہدیدار اور غیر عہدیدار میں عزت واحترام کا رشتہ بھی قائم ہوگا۔ جماعتی نظام میں بھی مضبوطی پیدا ہوگی، اور کوئی بدفطرت جماعت کو کسی بھی رنگ میں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور سب سے بڑھ کر جب یہ کام ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کر رہے ہوں گے تو اس دنیا کی جنت کے بھی وارث ہوں گے اور اگلے جہان کی جنتوں کے بھی وارث بنیں گے۔ انشاء اللہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس آج سے سب پہلے اپنے نفس کی صفائی سے اس کام کو شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ سب سے بڑا مسکن اور گھر نیکیوں اور برائیوں کا ہمارا اپنا نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے مَسٰكِنَ طَيِّبَةً کہ ان کے پاک رہائشگاہیں ہوں گی۔ تو پاک رہائشگاہوں کے لئے پاک نفس ہونا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو نیکیوں کا مسکن بنانا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو برائیوں سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اپنے دل کے گھر کو شیطان سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اپنے دلوں کو دنیا کی لہو ولعب کی آماجگاہ بننے سے روکنا بھی ضروری ہے۔ تبھی ہم ہر شر کا مقابلہ کر سکتے ہیں، تبھی ہم ایک دوسرے کے ولی بن کر انفرادی طور پر بھی اور جماعتی سطح پر بھی حفاظت ونگرانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے گھروں کو، اپنی مجلسوں کو، پاک اور طیب رکھ سکتے ہیں۔ اگر اس بارے میں عورتیں اپنا کردار ادا کرنے کا ارادہ کرلیں تو گھروں کی پاکیزگی کا بہترین رنگ میں انتظام ہو سکتا ہے۔ عورتیں گھروں کی محافظ ونگران ہونے کی حیثیت سے بچوں کی بہترین تربیت کا حق ادا کر سکتی ہیں۔ مردوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے مومنین کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ عورتوں کی ذمہ داری ہے۔ مرد بھی اپنے گھر کا راعی ہے۔ اگر اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے تو مومنین کی صف سے باہر نکل جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس اگر جنت میں پاک گھر بنانے ہیں تو ہمیں اس دنیا میں بھی پاک گھروں کے نمونے پیش کرنے ہوں گے۔ ہمیں اپنا ظاہر بھی پاک کرنا ہوگا، اپنا باطن بھی پاک کرنا ہوگا، اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہوگا، ذاتی مفادات کی بجائے جماعتی مفادات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج جبکہ جماعت پر مخالفین کی سختیوں کی وجہ سے ہر ایک کا دل نرم ہے۔ خاوند بیوی، بھائی بھائی، عزیز رشتہ دار، عہدیدار و غیر عہدیدار اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ایک دوسرے کا ولی ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اور اگلا کام جو ولی بننے کے بعد خدا تعالیٰ نے مومنین اور مومنات کو بتایا ہے وہ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ کہ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ اس کا مطلب حکم دینا بھی ہے اور کسی بات کو زور دے کر کہنا بھی ہے۔ اور کسی بات کو زور دے کر کہنے کے لئے انسان مختلف طریقے استعمال کرتا ہے۔ پس یہ نیکیوں کی پرزور تلقین مومن ایک دوسرے کو بھی کرتے ہیں اور غیروں کو بھی کرتے ہیں۔ اگر خود ہم نیک اعمال بجالانے والے نہیں تو دوسرے کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر ماں باپ خود نیکیوں کی طرف توجہ دینے والے نہیں تو بچوں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر عہدیداران خود اپنے نیک اعمال پر نظر رکھنے والے نہیں تو دوسروں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر ہمارے داعی الی اللہ کے اپنے اندر بعض نیکیاں نہیں تو وہ کس طرح دوسرے کو تبلیغ کر سکتی ہے یا کر سکتا ہے؟ آپ کے بچے سے لے کر غیر تک ہر ایک آپ کی تنقید، آپ کی نصیحت پر، آپ پر انگلی اٹھائے گا یا آپ پر الٹا دے گا۔ اگر بچے یا فردِ جماعت، ماں باپ یا عہدیدار کا احترام کرتے ہوئے چپ بھی رہیں گے تو دل میں ضرور خیال لائیں گے کہ آپ تو یہ نیکیاں کرتے نہیں اور ہمیں یہ تلقین کر رہے ہیں۔ اور یہ بے چینیاں جہاں اس دنیا میں معاشرے کے سکون کو برباد کر کے جنت کے بجائے نعوذ باللہ جہنم بنا رہی ہوں گی۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بھی بن رہی ہوں گی۔ اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر ہم پھر ایک، ہم اخروی جنت کے وارث نہیں بن سکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا خطبات میں مَیں شہداء کے واقعات سنا رہا ہوں۔ ان کا ذکرِ خیر ہو رہا ہے۔ کل ہی آپ نے سنا ہے کہ دادا کے قرآن پڑھنے کا پوتی پر اتنا اثر تھا کہ اس نے اپنی معصومیت میں کہا کہ دادا جنت میں بھی قرآن پڑھ رہے ہوں گے۔ پس یہ ہیں نیک اعمال جو خود بخود نیکیوں کی تلقین کر رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ ہیں حقیقی مومن کی نشانیاں جو اسے جنت کا وارث بنا رہی ہوتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کہ بری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہ حکم پھر سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ہے۔ اگر اپنے نفس کی اصلاح ہوگی تو دوسروں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اپنے لئے جنت کے دروازے وا کرنے کے لئے، کھولنے کے لئے ہر مرد اور عورت کوشش کرے گا تو دوسروں کو ان دروازوں کی نشاندہی کر سکے گا۔ اپنی اولادوں کو برائیوں کی نشاندہی کرنے سے پہلے اپنے آپ کو ہر عورت پاک کرے گی اور ہر مرد پاک کرے گا تو اولادیں برائیوں سے اپنے آپ کو بچائیں گی۔ ہمارے اپنے اندر کا مومن جاگے گا تو زمانے کی اصلاح کا دعویٰ دل کی بے چین آواز بن کر دنیا پر ظاہر ہوگا۔ ورنہ برائیوں سے روکنا بے معنی اور بے مقصد ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے برائیوں سے روکنے اور نیکیوں کی تلقین کرنے کی امت کے ہر فرد کی ذمہ داری لگائی ہے۔ گویا ہم نے صرف اپنے لئے جنتوں کے حصول کی کوشش نہیں کرنی بلکہ دنیا کو جنت کے راستے دکھانے ہیں۔ پس آج اگر اس سوچ کو ہر احمدی عورت اپنے دل میں راسخ اور قائم کرلے، ہر احمدی مرد اپنے دل میں راسخ اور قائم کرلے تو نہ صرف اپنی جنت کی آپ خوشخبری پانے والے ہوں گے بلکہ ایک انقلاب دنیا میں پیدا کرنے والے بن جائیں گے اور آپ عورتیں خاص طور پر اس انقلاب پیدا کرنے کی حصہ دار بن جائیں گی۔ اس انقلاب کے ذریعے دنیا کو حقیقی جنت کے راستے دکھانے والی بن جائیں گی۔ احمدی ماؤں کی گودوں میں پلنے والے بچے آزاد معاشرے کی برائیوں کو روکنے والے بن کر اور نیکیوں کے راستے دکھانے والے بن کر دنیا میں اس حقیقی جنت کے رہبر بن جائیں گے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔ پس کتنی بڑی ذمہ داری ہے آپ کی۔ جنت آپ کے قدموں میں یونہی نہیں رکھ دی گئی۔ ان راستوں پر چلنے کی اعلیٰ مثالوں کی وجہ سے یہ اعزاز ملا ہے آپ کو، جو جنت کی طرف لے جانے والے راستے ہیں۔ ماں بچے کو جنت کی طرف بھی لے جانے والی ہے اور جہنم کی طرف بھی۔ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت نہیں ہے۔ بلکہ جنت مومنہ ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ غیر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوگی کہ دنیا اور آخرت کی جنت کی طرف لے جانے کا مقام عورت کو دیا گیا ہے۔ لیکن اس عورت کو جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتی ہے۔ اس عورت کو دیا گیا ہے یہ، جو جہاں نیکیوں میں بڑھنے اور برائیوں سے روکنے کی کوشش اور تلقین کرنے والی ہے، وہاں عبادات میں بھی طاق ہے۔ اس کے لئے بھی کوشش کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنت میں بسنے والوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ قیام نماز کرتے ہیں۔ عموماً ہمارے ہاں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ قیامِ نماز مردوں کا کام ہے اور قیامِ نماز کا مطلب ہے کہ مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔ ٹھیک ہے یہ مطلب بالکل صحیح ہے، لیکن صرف اتنا مطلب نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ نماز کو کھڑا کرو۔ نماز بار بار گرتی ہے تم بار بار کوشش کر کے اس کو کھڑا کرو۔ نماز کس طرح گرتی ہے؟ اور اس کو کس طرح کھڑا کرنا ہے؟ جب نماز پڑھتے ہوئے توجہ نماز کی طرف نہیں تو یہ گری ہوئی نماز ہے۔ یہ وہ مقصد حاصل نہیں کر رہی جو عبادت کرنے کا مقصد ہے۔ ایک عورت پڑھ تو نماز رہی ہو اور سوچیں اس طرف ہوں کہ آج میں نے فلاں کی شادی اور یا فلاں کی دعوت پر جانا ہے تو کون سا جوڑا پہنوں گی؟ زیور تو میرا ایسا ہونا چاہئے جو سب کی توجہ کھینچ لے۔ یا فلاں عورت نے فلاں وقت میں مجھے یہ کہا تھا تو کب موقع ملے تو میں اسے جواب دوں۔ کس طرح فلاں کو نیچا دکھاؤں؟ کس طرح فلاں کام کروں؟ ساس بہو ہیں تو آپس کے مسئلے دماغ میں آتے رہتے ہیں، یا کوئی بھی دنیاوی خیالات آئیں جو نمازوں کی طرف سے توجہ ہٹا رہے ہوں۔ تو یہ نماز کا گرنا ہے۔ اور نماز کو قائم کرنا ہر مومنہ کا فرض ہے، ہر مومن کا فرض ہے۔ نماز میں نماز کے الفاظ پر غور کرتے ہوئے ان کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بار بار بھی دہرائے جا سکتے ہیں یہ الفاظ۔ رکوع وسجود میں اپنی زبان میں اپنے مسائل کے لئے دعا کریں۔ جماعت کے لئے دعا کریں۔ جب خیالات بھڑکنے لگیں تو شیطان سے پناہ مانگیں۔ استغفار کریں، اللہ سے مدد مانگی جائے نماز کے دوران میں کہ میں نماز کا حق ادا کروں۔ تو یہ ہے نماز کو کھڑا کرنا، یہ ہے نماز کا قیام۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہر مومن مرد، ہر مومن عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ پر عمل کرنے والا ہو کہ قیامِ نماز جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہوتا ہے۔ پھر بہت سی چھوٹی چھوٹی باتوں سے انسان کو بچا کر رکھتا ہے جو دلوں میں بدظنیاں پیدا کرتی ہیں اور آپس کے تعلقات کو خراب کر رہی ہوتی ہیں۔ پھر قیامِ نماز وقت پر نماز کی ادائیگی بھی ہے۔ جب مائیں اپنے گھروں کو ایک خاص اہتمام سے نمازوں سے سجائیں گی تو اولاد پر یقیناً اثر ہوگا۔ ان کو نماز کی اہمیت کا اندازہ ہو گا۔ جہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہوتا ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ڈیڑھ دو سال کے بچے بھی اپنے معصومانہ انداز میں نماز پڑھتے ہیں۔ سجدے کرتے ہیں، اپنی توتلی زبان میں اللہ اکبر کہتے ہیں۔ لڑکی ہے تو چھوٹا سا دوپٹہ لے کر جائے نماز پر جا کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ لڑکا ہے تو ٹوپی سر پر رکھ کر جائے نماز پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کو پتہ ہی نہیں کہ نماز کیا ہے؟ لیکن اپنے ماں باپ کے عمل دیکھ رہا ہوتا ہے۔ غیر محسوس طریقے پر ایک عادت پڑ رہی ہوتی ہے اس کو۔ پھر یہ عمل نسلوں میں بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑتا چلا جاتا ہے۔ جس گھر میں عورتیں پانچ وقت نماز کا اہتمام کر رہی ہوں۔ مرد تو بعض نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے ہیں، چھوٹے بچوں کی تربیت کے لئے تو عورتیں ہی ہیں، گھر میں پانچ وقت نمازیں ادا کر رہی ہوں تو وہ گھر کبھی خدا تعالیٰ کی مدد سے محروم نہیں ہوتے اور بچوں کی تربیت بھی غیر محسوس طریقے پر ہو رہی ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور مرد دونوں کو یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ فجر کی نماز کے لئے بھی ایک دوسرے کو جگاؤ۔ نہ مرد صرف اپنی نماز ادا کر کے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور نہ ہی عورت اپنی نماز ادا کر کے بری الذمہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ دونوں کے فرائض میں ہے کہ ایک دوسرے کی نماز کے قیام کی بھی کوشش کریں اور بچوں کی نمازوں کی حفاظت کی طرف بھی توجہ دیں۔ ان کی نمازیں بھی قائم کرنے کی کوشش کریں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے حقیقی جنت کے وارث بنیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتوں کی نشانی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی تلاش میں ہیں یہ ہے کہ زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ عورتوں پر ان کے زیور پر زکوۃ ہے، اگر زیور زکوۃ کی شرح کے اندر آتا ہو۔ پس اس بات کا خیال رکھنا بھی ہر اس عورت پر فرض ہے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا اظہار کرتی ہے۔ یہ دعویٰ ہے اس کا کہ میرے اندر اس بیعت میں آ کر ایک انقلاب پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سی ایسی نوجوان بھی اور بڑی عمر کی بھی عورتیں ہیں جن کو اپنے زیوروں سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انہیں خرچ کرتی ہیں بلکہ بعض دفعہ اپنا سب کچھ ہی دے دیتی ہیں۔ ابھی چند دن ہی پہلے یہاں اس دورے کے دوران ہی ایک نوجوان جوڑا مجھے ملا جن کی ابھی شادی ہوئی ہے۔ جو اپنا زیور اٹھائے ہوئے تھے اور لڑکی نے یہ کہا کہ ہم اس کو کسی فنڈ میں دینا چاہتے ہیں۔ مَیں نے کہا بھی کہ اپنے لئے بھی کچھ رکھ لو کہ بعد میں یہ خیال نہ آئے کہ کچھ رکھ لیتے لیکن وہ بچی رونے لگ گئی کہ مَیں نے بڑا سوچ کر یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ سب کچھ مَیں دینا چاہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور دے دے گا۔ یہ زیور جو ہے مَیں نے جماعت کو ہی دینا ہے۔ یہی مَیں عہد کر کے آئی ہوں۔ اور اس طرح کے بہت سے واقعات سامنے آتے ہیں۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والی اور اپنے لئے جنتوں میں مقام کرنے والی عورتیں۔ اس دنیا میں نیک اعمال، عبادات اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے اپنے لئے مکان تعمیر کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر رہی ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کی جنتوں میں رہنے کی خواہش کرنے والوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے اعمال پر وہ خوش ہو کر بیٹھ نہیں جاتے، نہ ان کو اپنی نیکیوں کا کوئی زعم ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے کوئی نیکی کرلی، ہمارے عمل اچھے ہو گئے اب بہت خوش ہو گئے، اب جنت مل گئی ہمیں۔ نہ برائیوں سے بچنے پر کوئی فخر ہوتا ہے ان کو، نہ اپنی عبادات اور نمازوں پر نازاں ہوتے ہیں۔ نہ مالی قربانی میں اپنا سب کچھ پیش کر کے اس بات پر تسلی پکڑ لیتے ہیں کہ ہم نے بڑی قربانی دے دی، اب تو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن گئے۔ ان تمام نیکیوں کے باوجود وہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ ہم پر، ہم ہر وقت يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، اللہ اور اس کے رسول کی ہر حکم میں اطاعت کرنے والوں میں شامل رہیں۔ اور آج جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے

کی توفیق عطا فرمائی ہے تو اب اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کا حق ہم اسی صورت میں ادا کرسکیں گی اور کرسکیں گے جب اپنے عہدِ بیعت کو نبھائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور خلافتِ احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھیں گے۔ اور جب ہمارے عمل اور ہماری کوشش اور ہماری دعا کے دھارے اس سمت میں چل رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم پر رحم کروں گا۔ میری رحمت وسیع تر ہے تمہاری توقعات سے بڑھ کر میری رحمت کے تم نظارے دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رضا کے حصول کو تم نے سب سے مقدم رکھا ہے یہ تمام اعمال اور عبادتیں تم نے میری رضا کے حصول کے لئے کئے ہیں تو میں تمہیں ان جنتوں کا وارث بناؤں گا جن کی جزا کا احاطہ بھی تمہاری سوچ سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی اور ہماری نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے دنیاوی اور اخروی ہر قسم کی جنتوں سے فیضیاب فرمائے۔ اور ہم ہر نیکی کے کام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنے والے ہوں۔ اب دعا کرلیں۔

لجنہ کی جلسہ گاہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سوا ایک بجے تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں بچیوں کے مختلف گروپس نے اردو، عربی اور جرمن زبانوں میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی دوسری مارکی میں بھی تشریف لے گئے جو صرف ان خواتین کے لئے مخصوص تھی جن کے ساتھ چھوٹی عمر کے بچے تھے۔ یہاں بھی بچیوں نے گروپس کی صورت میں مختلف زبانوں میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔

ایک بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

دو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب نمازوں کے لئے یا کسی پروگرام کے لئے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لاتے ہیں یا واپس تشریف لے جاتے ہیں تو راستہ کے دونوں جانب احباب جماعت اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اور نعرے لگاتے ہوئے اپنے پیارے آقا سے اپنی محبت اور فدائیت کا اظہار کرتے ہیں۔ نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ، شہدائے احمدیت زندہ باد، شہداء لاہور زندہ باد کے نعرے قدم قدم پر ہر طرف سے بلند ہوتے ہیں۔

لوگ جلسہ گاہ میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے شہداء کا ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو گلے لگ کر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ صبح سے شام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہر احمدی کے سینے میں یہ غم زندہ ہے اور شہداء کی قربانیوں کی دردناک داستان رقم ہے اور اپنے پیارے، محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صبر ورضا کے پیکر بن کر ہر احمدی نے چھوٹے بڑے، بچے، بوڑھے اور مرد و خواتین سبھی نے اس غم کو لئے ہوئے اپنی سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کیا ہوا ہے اور اپنے ربّ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے اپنے مولیٰ کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ (البقرۃ:214) کی نوید ضرور آئے گی اور عظیم الشان کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے کھلیں گے اور یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (الروم:5) کا نظارہ نظر آئے گا۔ اس روز مومنین خوش ہوں گے اور مسرور شاداں ہوں گے اور مخالفین رُسوا ہوں گے اور ظالم اپنے ظلم کے ساتھ پکڑے جائیں گے۔ اور یہ تقدیر الٰہی انشاء اللہ ضرور ظاہر ہوگی۔

جرمن مہمانوں کے ساتھ ملاقات

پروگرام کے مطابق پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اس پروگرام میں جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے 285 غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کے علاوہ بلغاریہ، ہنگری، آئس لینڈ، رومانیہ، مسیڈونیا، البانیہ، پولینڈ، چیک ریپبلک، لیتھوانیا، اسٹونیا، آسٹریا، کوسووو (Kosovo)، فیرو آئی لینڈ اور مونٹی نیگرو اور سلووینیا سے آنے والے وفود بھی شامل تھے۔

سوال وجواب کی صورت میں یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن شروع ہوا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمانوں سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا اردو ترجمہ پیش ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد وتعوذ کے بعد فرمایا: ہمارے سب بھائیوں اور مہمانان کرام کو جو یہاں پر حاضر ہیں! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کی طرف سے آپ سب پر سلامتی ہو۔

ہمارے جرمنی کے نیشنل امیر صاحب نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ مَیں اپنے ان جرمن مہمانان سے بھی چند الفاظ کہوں جو گو ہمارے سلسلے کا حصہ نہیں ہیں مگر ان کا ہماری جماعت سے اور احباب جماعت سے قریبی تعلق ہے۔ آج میں امن عالم پر بات کروں گا۔ امن ان چیزوں میں سے ایک ہے جس کی تلاش میں دنیا ہمیشہ سے لگی ہوئی ہے۔ اور یہی بات آج کے زمانے میں بھی ضروری ہے۔ انفرادی اور قومی دونوں سطح پر، عوام اور ہر ملک کی حکومت امن کی تلاش میں ہے اور اس کے حصول کے لئے کوششیں بروئے کار لا رہی ہے۔ غریب یہ سمجھتا ہے کہ امیر کے پاس ذہنی سکون ہے اور وہ آسودہ ہے تاہم زیادہ گہرائی پر جا کر تجزیہ کرنے پر ہم دیکھتے ہیں کہ امیر بھی اتنا ہی بے چین او رپریشان حال ہے۔ اور جو بھی بے چین اور پریشان ہو اس کے بارے میں یہ نہیں خیال کیا جاسکتا کہ وہ امن سے ہے۔ قومی سطح پر بھی اور ترقی پذیر اور ترقی یافتہ قوموں کے درمیان یہی صورتحال صادق آتی ہے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں جدید ذرائع آمد و رفت اور میڈیا کی بدولت آج کی دنیا ایک ’’گلوبل ویلج‘‘ کی شکل اختیار کرچکی ہے اس لئے دنیا کے کسی حصہ میں ہوں وہاں پر امن کے اس فقدان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ بعض جگہوں پر معاشی بحران نے بے چینی پیدا کی ہے۔ گو کہ قحط کی صورتحال تو نہیں مگر جدید ضروریات زندگی جو زندگی کے آرام کے لئے ایجاد ہوئی ہیں ان کا نہ ہونا ایک بے چینی کو پیدا کر رہا ہے۔ امیر ملکوں میں کوئی قحط یا خشک سالی تو نہیں اور نہ ہی خوراک کی کوئی کمی ہے لیکن زندگی کی ضروریات، آرام دہ زندگی کی ضروریات کم ہوئی ہیں۔ کافی لوگوں کو اب یہ سہولیات میسر نہیں۔ اور جب مختلف انواع کی اشیاء کی سہولیات کی میڈیا پر تشہیر کی جاتی ہے تو ایسی چیزیں لوگوں کی خواہشات کو مزید انگیخت کرتی ہیں۔ اور اس سے صرف غریبوں میں ہی بے چینی پیدا نہیں ہوتی بلکہ آسودہ حال ملکوں کو متوسط طبقے میں بھی اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ یہ بے چینی بدامنی میں بدلتی ہے اور پھر یہ بدامنی گھر کے امن کو خراب کرتی ہے۔ یہاں جرمنی میں ایک جائزے میں دکھایا گیا ہے کہ گو طلاق کے بارے میں سخت قوانین نافذ ہیں پھر بھی طلاقوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سروے کے مطابق اس کی ایک وجہ بے روزگاری ہے اور مادی ضروریات کا پورا نہ ہونا ہے۔ مجھے تو یہ بڑی سچی آبزرویشن معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت اور ملکی معاملات چلانے والوں کے مابین جھگڑے بھی ملک میں انتشار پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ دنیا میں اپنے مختلف حلقہ اثر قائم کرنے کی جستجو میں بعض ممالک دوسرے ممالک کے ساتھ مدد کے ایسے معاہدے کرتے ہیں جس سے ان کی اپنی معیشت پر اثر پڑتا ہے۔ جس سے عامۃ الناس میں بے چینی پیدا ہوتی ہے جو امن کو تباہ کردیتی ہے۔ اس کی مثالیں ترقی پذیر ممالک میں سے مل سکتی ہیں اور جرمنی بھی اس سے باہر نہیں ہے۔ آج کی دنیا میں مارکیٹ کی تباہ حالی اور معاشی بحران نے عوام میں بے چینی پیدا کی ہوئی ہے۔ گھریلو سطح سے قومی سطح پر اور قومی سطح سے بین الاقوامی سطح تک ایک بے چینی کی کیفیت پھیلی ہوئی ہے جس سے ہر کوئی فرار چاہتا ہے۔ یہ بے چینی محض معاشی بحران کی پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ کئی آسودہ حال افراد بھی اس افراتفری اور بے چینی کا شکار ہیں۔ گو کہ ان کے پاس آسائش کے لئے تمام دنیاوی ذرائع بہم موجود ہیں لیکن ان کے سینوں میں امن نہیں۔ اس مختصر وقت میں مَیں زیادہ تفصیل میں تو نہیں جاسکتا بلکہ اس صورتحال پر مختصراً ہی کچھ بیان کرسکتا ہوں۔

بیرونی سکون کی حالت اور امن کی خواہش اور اندرونی بے سکونی کی حالت اور امن کی خواہش ہر جگہ اور ہر سطح پر نظر آتی ہے۔ پس دنیا یا بیرونی امن کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتی ہے تا کہ اس حالت سے نکل کر اپنی زندگی پر امن بنائے یا اندرونی امن کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتی ہے تا اس حالت سے نکل کر اپنی زندگی پر امن بنائے۔ لیکن یہ امن کس طرح حاصل ہو؟ باوجود اس کے کہ دنیا کی اکثریت امن کی خواہش رکھتی ہے اور سکون چاہتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل دنیا نہیں سننا چاہتی یا دنیا کی اکثریت حاصل ہی نہیں کرنا چاہتی۔

اس کا حل پانے پر راضی ہو بھی جائیں تا امن میں رہ سکیں تب بھی وہ ان راہوں کو اختیار کرنے پر رضا مند نہیں جن پر چل کر اس (امن) کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ راستہ جتنا آسان ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے۔ اور یہ اصول اور یہ حل خالق کائنات نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے کہ ’’سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں‘‘۔

آج انسانیت خدا کے حقیقی ذکر سے دور جا چکی ہے اور اسے بھول چکی ہے۔ بعض تو خدا تعالیٰ کی ہستی کے ہی منکر ہیں اسی وجہ سے وہ اس طرف توجہ نہیں کرنا چاہتے۔ بعض دوسرے سمجھتے ہیں کہ مذہب ہی دنیا میں بے چینی کا اصل سبب ہے گو کہ وہ خالق کی ہستی پر ایمان رکھتے ہیں لیکن مذہب کی حقیقی تعلیمات کے کم فہم کی وجہ سے یا پھر ایسے مذہبی علم رکھنے والوں کی غلط تفاسیر کی وجہ سے جو علماء سمجھے جاتے ہیں ایسے لوگ جو مذہب کے خلاف ہیں۔ مذہب کو دنیا میں اٹھنے والی بدامنی اور مشکلات کا باعث گردانتے ہیں اور مذاہب کے درمیان جو خلیج ہے وہ بھی بڑھ رہی ہے۔ ان چیزوں نے ایک گروہ کو مذہب اور دین سے بالکل ہی غیر تعلق بنا دیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات بدیہی طور پر واضح دکھائی دیتی ہے کہ اگر دنیا اور اس کا خالق ایک ہی ہے اور اسی نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اگر تمام مذاہب اسی کی طرف سے آئے ہیں تو یہ بے چینی جو نظر آرہی ہے اور لوگوں میں جو اضطراب ہے اسے نہیں ہونا چاہئے تھا۔ درحقیقت مذاہب کے درمیان کوئی خلیج حائل نہیں ہے۔ تمام اقوام میں رسول بھیجے گئے ان میں سے بعض نے ہمیں بعد میں آنے والے رسولوں کی بابت خبر دی اور بعض نے ہمیں اس آخری نبی کے آنے کی خبر دی جس کے ہاتھ پر دنیا اکٹھی ہونی تھی کہ پھر دنیا میں مذاہب کے مابین کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔ ہمارے عقائد کے مطابق یہ آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن انہیں یہ نہیں سکھلایا گیا تھا کہ وہ انہیں ماننے والوں کے خلاف طاقت استعمال کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن مجید تو یہ کہتا ہے۔ ’’دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے‘‘۔

پس یہ بات بالکل واضح ہے کہ گزشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں کے عین مطابق یہ نبی بھی اسی خدا کی طرف سے آیا جو پہلے بھی انبیاء کو دنیا میں بھیجتا رہا ہے۔ آپ آئے تا دنیا اکٹھی ہو اور ایک قوم بن جائے تا دنیا میں امن قائم ہو۔

یہ آیت بڑے واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ اگر کوئی اس کو نہ مانے تو یہ یاد رکھو کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ یہی وہ تعلیم ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی عمل کیا اور آپ کے خلفاء راشدین نے اور مذہبی علم بلکہ کہنا چاہئے حقیقی مذہبی علم رکھنے والوں نے بھی عمل کیا اور نیکیاں بجا لائے۔ انہوں نے تلوار صرف اسی صورت میں اٹھائی جب بربریت تمام حدیں پھلانگ گئی اور آخری راہ کے طور پر جب ان پر جنگ مسلط کی گئی۔ اگر ہم عدم تشدد کی اس تعلیم کا بغور مشاہدہ کریں تو یہ یہاں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ مزید کہتی ہے کہ اس ظالم کو جو مذہب کے نام پر تم پر سختی کرتا ہے بتلایا جائے کہ تم اور ہم بالآخر خدا کی ہی مخلوق ہیں۔ وہ نبی اور کتاب جس کو تم مانتے ہو وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔ اور اس مذہب، نبی اور کتاب میں خدا کے حکم کے بارے میں غلطی خوردہ ہو تو ٹھیک ہے اس آخری نبی کو مت مانو مگر اپنی اسی بات پر مصر رہنے کی وجہ سے دنیا کے امن کو تباہ مت کرو۔ آؤ اور محبت اور رواداری کا ایک ماحول قائم کرو۔ آؤ ان اقدار پر اکٹھے ہوں جو ہم میں مشترک ہیں اور سب سے بڑھ کر جو قدر مشترک ہے وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کہتا ہے کہ ’’تو کہہ دے اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہنا کہ یقیناً ہم مسلمان ہیں‘‘۔

یہ تعلیم ایسی ہے کہ یہ دلوں سے بغض اور نفرت مٹا دیتی ہے۔ حقیقت میں یہ جذبہ بڑی طاقت سے ابھرے گا کہ سب باوجود اختلاف مذاہب کے ایک ہی خالق ومالک کی مخلوق ہیں اور پیدا کرنے والے کی رضا حاصل کرنے کی خاطر ہمیں مذاہب کے اختلافات کو مٹا کر ایک ہو کر رہنا چاہئے۔ اور انسانی اقدار کو فوقیت دینی چاہئے تا ہم شیطان کے مقابل متحد ہوسکیں جو امن عالم کے درپے ہے۔

ایک اور چیز جو آج دنیا کے امن کو تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے یہ ہے کہ بعض لوگ جو یہ زعم رکھتے ہیں

کہ کیونکہ وہ ذہین اور زیادہ پڑھے لکھے اور آزاد ہیں اس لئے انہیں کھلی چھٹی ہے کہ وہ بانیان مذاہب کی تضحیک کریں اور وہ سمجھتے ہیں کہ مذاق اُڑانے اور تمسخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ کسی بھی طرح آزادی نہیں بلکہ یہ آزادی کے نام پر انسانیت کے منہ پر بدنما دھبہ ہے۔ یہ انسانی اقدار کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ یہ دل میں موجود بےچینی اور اضطراب دور کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کی عزت کے ساتھ کھیلا جائے۔ جب ایک انتہائی بےشرم انسان بھی ایسی حرکات کے خلاف ردّعمل ظاہر کرتا ہے تو یہ بات صاف ہے کہ وہ انتقام لینے کی خاطر غلط انداز میں اپنا ردّعمل ظاہر کرے گا۔ یہ نقصان اور گھاٹے کا عمل ہے اور اس طرح بدامنی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ آج کل کے مسلمان جو صحیح قیادت سے محروم ہیں اور بسا اوقات غلط طرزعمل اختیار کرتے ہیں وہ ایسا اس اشتعال انگیزی کے براہ راست نتیجہ کے طور پر کرتے ہیں اور وہ گروہ جو اپنے مذموم مقاصد کا حصول چاہتا ہے وہ اس صورتحال کو اپنے مفاد میں استعمال کرتا ہے۔

انسان سوچتا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے امن کا حصول ممکن ہے تو پھر مسلمانوں میں، مسلمان گروہوں میں امن کا فقدان کیوں ہے جیسے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے زمانے میں جب تک مسلمانوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کیا اور امن کی حقیقی تڑپ قائم رہی تب تک امن قائم رہا۔ دوسرا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ بدی نے جڑ پکڑنا شروع کر دی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہر مذہب کے ساتھ ہے اور اسلام کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ نفسانی اغراض کے مقاصد اور علماء نے مسلمانوں کا استحصال کرتے ہوئے انہیں گمراہ کیا۔

اسلام کا قضیہ یہاں ختم نہیں ہوا۔ دنیا کے قوانین اور ضابطے نظام قدرت کے قوانین کے تابع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی مسلمانوں کی اس حالت کے بارے میں پیشگوئی فرما دی تھی اور آپؐ نے اس کا علاج بھی بتلا دیا تھا کہ ایسے حالات میں اور ایسے وقت میں ایک مسیح موعود اور مصلح میری امت میں ظاہر ہوگا جو مسلمانوں کو اکٹھا کرے گا اور ان کی بدیاں دور کرے گا اور وہ مسلمان جو اس کے ہاتھ پر جمع ہوں گے اور وہ غیر مسلم جو اس کے ہاتھ پر جمع ہوں گے وہ ان تعلیمات پر عمل کریں گے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں اور جو امن کی ضامن ہیں۔

احمدیہ مسلم جماعت کی 120 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ بحیثیت جماعت ہم ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم کیا جائے۔ ابھی حال ہی میں احمدیہ مساجد میں قتل عام کیا گیا ہے جس میں 86 احمدی شہید ہوئے اور کئی زخمی ہوئے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہم احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نہیں نکلے حالانکہ احمدی بھی انہیں لوگوں سے نکلے ہیں جو ذرا ذرا سی بات پر اسلحہ اٹھا لیتے ہیں۔ جو سڑکوں پر پُرتشدد مظاہرے کرتے ہیں اور قومی اثاثوں کو تباہ کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے مذہب کی حقیقی تعلیم کے ادراک نے ہمیں صبر سے، برداشت سے قانون کے دائرے کے اندر رہنے کا حوصلہ دیا۔ جب تک خلافت کی صورت میں جماعت احمدیہ میں ہدایت موجود ہے اس وقت تک کبھی کسی غیر مناسب ردّعمل کا مظاہرہ نہیں ہوگا۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا جس نے خلافت کے وعدے کا ایفاء کیا وہ اپنے اس وعدہ کو بھی پورا کرے گا کہ امن عالم صرف خلافت کے ذریعے قائم ہو سکتا ہے۔

آپ ممکن ہے اسے ایک مذہبی رہنما کی خوش فہمی خیال کریں لیکن میں ایک پختہ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا اسے ایک دن ضرور پورا ہوتا دیکھے گی۔ جیسا میں نے پہلے کہا ہے، خارجی اور داخلی امن یہ دو وہ اہم ترین مسئلے ہیں جن میں دنیا آج الجھی ہوئی ہے۔ لیکن بیرونی امن اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اندرونی طور پر امن قائم نہ ہو۔

پس اگر ہم دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے دلوں میں امن پیدا کرنے کی راہیں ڈھونڈنی ہوں گی۔ جب انسان اندرونی امن حاصل کر لیتا ہے جو بیرونی امن کے حصول کا ایک ذریعہ ہے تو مذاہب، عقائد اور رنگ سے بالاتر ہو کر ہر شخص دوسروں کے بارے میں ہمدردانہ جذبات رکھنے لگتا ہے۔ اور اس کے بغیر امن ممکن نہیں۔ آدمی بالعموم اپنے لئے تو امن چاہتا ہے مگر اپنے دشمنوں کے لئے نہیں۔ آدمی اپنے لئے امن چاہتا ہے کہ وہ معاشی مشکلات سے بچا رہے اور یہ کہ اس کے بیوی بچے ایک پر امن زندگی گزاریں اس کا ملک کسی قسم کی افراتفری، بحران، بدامنی اور جنگ کا شکار نہ ہو لیکن اپنے دشمن کے لئے وہ ایسے جذبات نہیں رکھتا۔ جیسا میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ایسا اس لئے ہے کہ انسان اپنے خالق سے دور ہٹ گیا ہے۔ جب یہ یقین پیدا ہو کہ ایک قادر اور اعلیٰ ہستی ہے جو ہم سے بالا ہے جو آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس کی خالق ہے۔ جو ہر عمل دیکھ رہی ہے۔ وہ بالا ہستی چاہتی ہے کہ امن کسی ذات سے مخصوص نہ ہو بلکہ پوری دنیا میں پھیلے۔ وہ بالا ہستی کسی ایک ملک کے لئے امن نہیں چاہتی بلکہ دنیا کے تمام ممالک کے لئے چاہتی ہے۔ پس چاہئے کہ خالق کائنات کی خاطر اپنے ذہنوں کو ایسی وسعت دی جائے جیسے اپنے لئے۔ جب تک اس طرح کی سوچ اور عقیدہ راسخ نہیں ہوگا دنیا میں امن محفوظ نہیں رہ سکتا۔

یہ بات واضح ہے کہ جنگیں اور بدامنی جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں سب لوگوں کی غلط خواہشات کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں امن کی خاطر ہی ''لیگ آف نیشنز'' کا قیام عمل میں آیا تھا مگر بعض غلط خواہشات کے نتیجہ میں محض بیس سال بعد دنیا ایک عالمی جنگ میں گھر گئی۔ پھر اقوام متحدہ بنی جس کے منفی محرکات بالکل آغاز سے ہی سامنے آ گئے جب اس نے چند مخصوص بڑی طاقتوں کو ویٹو کا حق دیا۔ ان بڑی طاقتوں نے اپنے لئے بعض اور اصول وضع کئے اور کمزور ملکوں کے لئے اور۔ کیا اس طرز سے امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ اسلام تو مزید یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کوئی ملک غلط طور پر کسی دوسرے ملک پر حملہ کرے تو دوسرے ہمسایہ ممالک کوشش کریں کہ ان کے درمیان مساوات کے ذریعے امن قائم کیا جائے۔ ظالم کو جنگ کے بعد سزا دینے کی خاطر حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔ صرف امن کا معاہدہ ہو اور مناسب سزا دی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بعضوں کو ان کے حقوق سے ہی محروم کر دیا جائے۔ مثلاً ان کی زمین پر قبضہ کر لیا جائے یا ان کے وسائل کو ہتھیا لیا جائے۔ ایسے اقدام یقینی طور پر ایسے ردعمل سامنے لاتے ہیں جس سے امن تباہ ہو جاتا ہے۔ جرمن قوم اس حقیقت سے خوب آگاہ ہے۔ اس لئے دنیاوی لوگ جو خدا سے بہت دور ہیں جب وہ قوانین وضع کرتے ہیں تو اس میں ضرور بعض خامیاں ہوتی ہیں۔ اگر اس حکم پر کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو، صحیح طور پر عمل نہ ہو تو حقیقی بھائی چارہ اور امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ایسا تبھی ممکن ہے جب خدائے واحد سے دور جانے کی بجائے ہم اس کے قرب کے حصول کی کوشش کریں۔

ہم احمدی مسلمان اخلاص سے یہ چاہتے ہیں کہ اس پیغام کی اشاعت ہو کہ حقیقی امن خدائے واحد پر ایمان کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کا پالنے والا ہے اور وہ ایسا قابل تعریف خدا ہے جو مسیحیوں کا بھی خیال رکھتا ہے، وہی ہے جو یہودیوں کا بھی خیال رکھتا ہے اور وہی ہے جو مسلمانوں کا بھی خیال رکھتا ہے اور وہ دوسرے مذاہب کا بھی خیال رکھتا ہے جس طرح وہ ایشیائی باشندوں کا خیال رکھتا ہے ویسا ہی وہ افریقی، یورپین اور جزائر کے رہنے والوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جب ہماری طرز فکر اس طرح کی ہو جاتی ہے کہ ہمارے دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلقات کی بنیاد ہمارے خدا کے ساتھ تعلق پر ہو تب ہم ہر شئ میں خدا کی عظمت پاتے ہیں۔ اور پھر کوئی بھی اپنے اندر کسی کے خلاف دشمنی اور بغض نہیں رکھے گا۔ کسی کے دل میں کسی شخص یا قوم کے خلاف کوئی کینہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی ایک خدا پر ایمان بھی لے کر آئے اور پھر اپنے سینے میں کسی کے خلاف کینہ اور بغض بھی رکھے۔ یہی وہ خوبصورت اندرونی امن ہے کہ جب یہ ہمارے دلوں میں قائم ہو جائے گا تو پھر یہ ہر قسم کے امن کی ضمانت بن جائے گا۔

پس بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے مذہب کو بدامنی اور انتشار کا ذمہ دار ٹھہرانا خدا پر الزام ہے جو خدا کے پیغام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لگایا جاتا ہے۔

امن کا موضوع اس قدر وسیع ہے کہ اس مختصر وقت میں کوئی اس کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا۔ میں نے صرف چند اشارے دیئے ہیں اس امید اور دعا کے ساتھ کہ آپ ان پر غور کریں گے۔ احمدیہ مسلم جماعت انسانی اقدار اور ہستی باری تعالیٰ پر ایمان کے لئے پوری دنیا میں کوشاں ہے۔

میں آپ سب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکالا اور اس تقریب میں شامل ہوئے۔

آپ سب کا شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخر پر ایک بار پھر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

کراچی میں ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائینسز کے اسسٹنٹ پروفیسر مکرم ڈاکٹر نجم الحسن کو شہید کر دیا گیا۔

مکرم ناظر صاحب امور عامہ پاکستان نے یہ افسوسناک اطلاع دی ہے کہ کراچی میں مذہبی منافرت کی بنا پر معروف احمدی ڈاکٹر مکرم نجم الحسن صاحب کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق مکرم ڈاکٹر نجم الحسن صاحب 16 اور 17 اگست کی درمیانی شب تقریباً سوا بارہ بجے اپنا کلینک بند کر کے گھر جانے کے لئے کار میں بیٹھ چکے تھے کہ نامعلوم سفاک دہشت گردوں نے ان پر فائرنگ کر دی جس سے آپ شہید ہو گئے۔ مکرم ڈاکٹر نجم الحسن صاحب کے کلینک کے ساتھ ان کے بھائی کا میڈیکل سٹور ہے۔ وہ فائرنگ کی آواز سن کر باہر نکلے تو ملزم فرار ہو چکے تھے۔ مرحوم ایک پُرامن شہری اور معروف ماہر امراض بچگان تھے۔ مکرم ڈاکٹر نجم الحسن صاحب ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائینسز میں اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر بھی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ان کی عمر 39 سال تھی۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

1984ء کے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے بعد سے اب تک پاکستان میں 20 احمدی ڈاکٹرز کو مذہبی تعصب کی بنا پر قتل کیا گیا۔ جن میں سے 10 احمدی ڈاکٹرز سندھ میں جان بحق ہوئے۔ کراچی میں سال 2010ء میں جاں بحق ہونے والے یہ دوسرے احمدی ہیں جن کو محض مذہب کی بنیاد پر شہید کیا گیا۔

پاکستان بھر میں مختلف انداز سے احمدیوں کے خلاف نفرت و تعصب پھیلا کر ان کے خلاف عوام کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ایسے افسوسناک واقعات ملک کے مختلف حصوں میں ہوتے رہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے عمائدین و اراکین پر پے در پے قاتلانہ حملوں کے یہ بہیمانہ واقعات مذہب کے نام پر قتل و غارت گری کرنے والے ایسے متعصب سماج دشمن معاندین کی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہیں جو مذہب کے مقدس نام کی آڑ میں فرقہ واریت کو ہوا دینے اور عوام الناس کے جذبات کو انگیخت کر کے ملک میں مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ تعصب کی فضا پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے مختلف ذرائع ابلاغ بھی جماعت احمدیہ کے خلاف بے بنیاد اور شرانگیز پراپیگنڈہ مہم کا حصہ بن رہے ہیں جس کی وجہ سے اس نوعیت کے افسوسناک واقعات پیش آتے ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ رمضان کے ان مبارک ایام میں خاص طور پر پوری توجہ اور الحاح سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ قادر و توانا شریروں کو جلد پکڑے۔ انہیں عبرت کا نشان بنا دے اور پاکستان کے تمام احمدیوں کی خود حفاظت فرمائے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم میاں عبدالحئی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/جولائی 2008ء میں مکرمہ ر.کوثر صاحبہ کے قلم سے محترم میاں عبدالحئی صاحب مبلغ انڈونیشیا کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم میاں صاحب 28/فروری 1920ء کو پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ نے ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان کو وقف کردیا تھا۔ان کی پیدائش سے پہلے ان کے تین بھائی چھوٹی عمر میں فوت ہوچکے تھے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کی خالہ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس لے گئیں۔ حضورؓ نے دعا کی اوران کا نام عبدالحئی رکھا۔

محترم میاں عبدالحئی صاحب نے ابتدائی تعلیم لاہور سے حاصل کی پھر قادیان آ گئے۔ ابھی میٹرک میں تھے جب ان کے والد وفات پا گئے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعدان کی والدہ نے وقف کے لئے حضورؓ کی خدمت میں پیش کیا تو حضورؓ نے جواباً فرمایا کہ دعا کریں۔ پھر محترم عبدالحئی صاحب جب بھی وقف کرنے کے لئے حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضورؓ نے ہر بار فرمایا کہ اپنی امّی سے کہو کہ ابھی دعا کریں۔ پھران کی والدہ نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دس بارہ پودے لگائے ہیں، ان میں سے میرا بھی ایک پودا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ اس کو اتار دولیکن میں کہتی ہوں کہ میرا خدا سے وعدہ ہے میں نے اس پودے کو نہیں اتارنا۔ یہ خواب سن کر حضورؓ نے آپ کی والدہ سے فرمایا کہ یہ سب سے بڑا بیٹا ہے، خاوند کی وفات ہوچکی ہے، آپ کیا کریں گی۔ انہوں نے کہا بے شک مجھے جتنی بھی مشکلیں پیش آئیں، میں بھوکی مر جاؤں گی میں اپنے وعدے سے نہیں ٹلوں گی۔ اس پر حضورؓ نے وقف قبول فرمایا۔ اس کے بعد محترم میاں صاحب نے 1956ء میں منشی فاضل اور F.A. کا امتحان نمایاں پوزیشن سے پاس کیا۔

یکم مئی 1938ء کو آپ تحریک جدید کے ساتھ بطور واقف زندگی کارکن منسلک ہوئے۔1946ء میں سنگاپور تقرری ہوئی۔ وہاں چار سال رہنے کے بعد انڈونیشیا گئے اور وہاں سالہا سال خدمت دین کی۔ پھر دوبارہ 1980ء سے 1987ء تک انڈونیشیا رہے اور واپس آکر آخری سانس تک ربوہ میں خدمت بجالاتے رہے۔19 جنوری 1994ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے حلقہ خاص میں تدفین ہوئی۔

آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ آپ کا مزاج نہایت میٹھا تھا۔ طبیعت میں بہت نرمی اور شفقت تھی۔ دوستوں کے ساتھ اچھی باتیں کرنے والے شخص تھے۔نہایت پاکیزہ مزاج پایا تھا۔آپ نے لمبا عرصہ مسلسل خدمات کیں اور کینسر کی حالت میں بھی خدمت دین اسی طرح انجام دیتے رہے کہ جیسے یہ آپ کی زندگی کا عزیز ترین مشغلہ ہو۔ بیماری میں جو خطوط آپ نے لکھے اُن میں بھی انہیں جذبات کا اظہار تھا۔

محترم میاں عبدالحئی صاحب نے انڈونیشین زبان میں قرآن کریم کے علاوہ حضورؑ اور خلفاءِ سلسلہ کی متعدد کتب کے تراجم پر کام کیا۔ میدان عمل میں آپ اکثر تبلیغی جلسے کرتے تھے جن کے ذریعے ہزاروں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے۔ ایک بار وسطی جاوا کے ایک گاؤں کرچل کے تمام لوگوں نے ایسے ہی ایک جلسہ کے بعد اکٹھے بیعت کرلی۔ ایک بار جزیرہ بالی میں ایک مباحثہ کے دوران جب مخالفین شکست کھانے لگے تو وہاں موجود ایک فوجی نے غصہ میں آ کر بندوق نکال کر آپ کو مارنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت احمدی عورتیں جرأت سے میاں صاحب کے آگے کھڑی ہو گئیں اور کہا کہ ہم کو پہلے ختم کرو پھر ان کو کچھ کہنا۔

جناب سلیم شاہجہانپوری صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 جولائی 2008ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب نے کہنہ مشق ادیب وشاعر جناب سلیم شاہجہانپوری (1911ء-2007ء) کی دو درجن کتب میں سے چند ایک کا تعارف اختصار سے پیش کیا ہے۔

سلیم شاہجہانپوری صاحب کے والد محترم کی وفات کے بعد حضرت علامہ مختار شاہجہانپوری صاحبؓ نے کمسن سلیم کو اپنی کفالت میں لے لیا اوران کی تعلیم و تربیت کا ایسا بندوبست کیا کہ آپ آسمان شعروادب پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکے۔ آپ صرف ادیب وشاعر ہی نہ تھے۔ بلکہ متبحر عالم اور شعلہ نوا مقرر بھی تھے۔

جناب سلیم شاہجہانپوری کے استاد حضرت حافظ مختار شاہجہانپوری صاحبؓ امیر مینائی کے شاگرد تھے۔ منشی امیر احمد مینائی 1828ء میں مولوی کرم محمد مینائی کے گھر لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ مینا کے خاندان سے تعلق کی بنیاد پر مینائی کہلائے۔ عربی و فارسی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ بڑے منکسر المزاج، صاحب زہد وتقویٰ اور صوفی مشرب بزرگ تھے۔ آپ نے نثر اور نظم میں بہت کچھ لکھا۔ نعتیہ شاعری میں آپ کا ایک خاص مقام ہے۔

''نوائے درد''

جناب سلیم شاہجہانپوری کی مختلف موضوعات پر نظموں کا یہ شعری مجموعہ 1995ء میں شائع ہوا اور 170 صفحات پر مشتمل ہے۔''تضمین'' کا ایک بند:

جفا وظلم کو حد سے گزار دو گے اگر
گل وفا کے عوض نوک خار دو گے اگر
یہ بوجھ سر سے تم اپنے اتار دو گے اگر
بتاؤ تم مجھے کافر قرار دو گے اگر
تو چھین لوگے مرے دل سے آرزوئے رسولؐ؟

نظم: ''اب تو چلے بھی آؤ جی'' کے دو شعر ؎

برسیں بیتیں دیس کو چھوڑے اب تو گھر لوٹ آؤ جی
بےکل ہیں، بےچین ہیں سارے اب نہ بہت تڑپاؤ جی
سانس کی ڈوری ٹوٹ نہ جائے، اِسکا بھروسہ کچھ بھی نہیں
اور بھی کتنی راہ تکیں ہم، کچھ تو ہمیں بتلاؤ جی

''شکست یاس''

268 صفحات پر مشتمل غزلوں کا یہ مجموعہ 1996ء میں شائع ہوا۔اس کا پہلا شعر یوں ہے۔ ؎

جھونکے ہوائے یاس کے آئے گزر گئے
امید کا چراغ مگر گل نہ ہو سکا

اس مجموعہ میں شامل غزلوں سے چند اشعار۔ ؎

تیرے پاس آتے ہیں یوں تشنۂ دیدار ترے
تشنہ لب جیسے کوئی نزد لبِ جُو آئے

....

ہم نے ہر راہ میں آنکھوں کو بچھا رکھا ہے
نہیں معلوم ہے کہ وہ شوخ کدھر سے گزرے

....

دونوں سے مزین تھی کتابِ غم دوراں
وہ متن، تو میں اس کے حوالوں کی طرح تھا

''کرب احساس''

144 صفحات پر مشتمل یہ شعری مجموعہ 1999ء میں شائع ہوا۔اس میں شامل نظم ''نہیں لکھ سکتا'' کے دو شعر دیکھئے: ؎

میں نہیں حاشیہ بردار ، نہیں لکھ سکتا
آپ کو صاحب کردار نہیں لکھ سکتا
دشت پُرخار کو گلزار نہیں لکھ سکتا
دھوپ کو سایۂ دیوار نہیں لکھ سکتا

''واسوخت''

حضرت مختار شاہجہانپوریؓ نے ابتدائے عمر میں ایک ''واسوخت'' لکھا جس کی بہت شہرت ہوئی اور داغ دہلوی نے آپؓ کے نام اپنے خط میں ایک تاریخی قطعہ رقم فرمایا اور یہ بھی لکھا کہ ''میں آپ کو اس نومشقی میں ایک کہنہ مشق شاعر ہونے کی داد دیتا ہوں''۔ جناب سلیم شاہجہانپوری نے واسوخت کے اوراق کو جمع کیا اور 2004ء میں کتابی شکل دے کر شاعری کی اس قدیم صنف کو محفوظ کردیا۔

''آئینہ حقائق''

پونے پانچ صد صفحات پر مشتمل نثر کی کتاب آئینہ حقائق 2000ء میں شائع ہوئی۔ یہ ضخیم کتاب جماعتی تاریخ کا انسا ئیکلوپیڈیا ہے اور ''ریفرنس بک'' کے طور پر بہت معاون ہے۔

''شہر دعا''

یہ نعتوں کا مجموعہ ہے جو 1989ء میں شائع کیا گیا۔کتاب کے شروع میں یہ دو شعر درج ہیں۔ ؎

چشمۂ فیض و عطا ہو جیسے
منبع جود و سخا ہو جیسے
عظمت و شان محمدؐ کی قسم
فرش پر عرشِ علا ہو جیسے

''حیات حضرت مختار''

حضرت سید مختار شاہجہانپوری کی سوانح حیات اور منظوم کلام کو بڑی محنت اور کاوش سے جمع کرکے استاد محترم حضرت سلیم شاہجہانپوری نے 1997ء میں چار صد صفحات پر مشتمل کتاب میں شائع کیا۔ ایک باب میں حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار پر اعتراضات کے مدلل جواب دیئے گئے ہیں۔

''داستان درد''

محترم سلیم شاہجہانپوری نے اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے: ''ہم حضرت مختار شاہجہانپوری کی یہ داستان درد سب کی سب اس لئے شائع کررہے ہیں کہ اس میں نہ صرف داستان کی چاشنی ہے بلکہ بہت سے ادبی، شعری اور تنقیدی مسائل بھی آ گئے ہیں۔ اس کے بالاستیعاب مطالعہ سے آپ کی علمیت میں بے اندازہ اضافہ ہوسکتا ہے''۔ اس کتاب کا سن اشاعت 2006ء ہے اور 74 صفحات پر مشتمل ہے۔

''بکھرے ہوئے موتی''

حضرت سلیم شاہجہانپوری کے منتخب اشعار کے مجموعے ''بکھرے ہوئے موتی'' پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے لکھا ہے ''موتی اقوال کی صورت میں ہوں یا لڑی میں پروئے ہوئے اگر سچے ہوں تو اپنی قیمت منوا لیتے ہیں...... پورا کتابچہ جہاں بلحاظ زبان و بیان، پاکیزہ وسنجیدہ اور کلاسیکیت میں رچا ہوا ہے وہیں بلحاظ فکر وخیال تازہ وشگفتہ اور عصری آگہی کی خوشبو میں بسا ہوا ہے......''۔

''کاروان حیات''

ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل حضرت سلیم شاہجہانپوری کی سوانح عمری ''کاروان حیات'' 2001ء میں شائع ہوئی۔آپ کی ذات کے علاوہ جماعتی اجتماعات کے روح پرور نظاروں، تبلیغ کے درجنوں ایمان افروز واقعات اور قبولیت دعا کے بیسیوں نشانات نے اس کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

''شعرائے احمدیت''

175 احمدی شعراء اور 32 شاعرات کے کلام کو اپنے دامن میں سمیٹے آٹھ صد سے زائد صفحات کی ضخیم تالیف ''شعرائے احمدیت'' 2007ء میں مرتّب کرکے شائع کروائی۔

''الانسان'' کا سلیم شاہجہانپوری نمبر

ماہنامہ ''الانسان'' کراچی نے سلیم شاہجہانپوری کی 60 سالہ علمی، ادبی اور شعری خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے 1999ء میں سلیم شاہجہانپوری نمبر شائع کیا۔

''تریاق''

کچھ عناصر دہشت گردی کو مذہبی فریضہ سمجھ کر لوگوں کے جان و مال سے کھیل رہے ہیں۔ اس حوالہ سے سلیم شاہجہانپوری نے کتاب ''تریاق'' تحریر کی تھی جو اُن کی زندگی میں شائع نہ ہوسکی۔ اس کے علاوہ جن کتابوں کے مسودات اشاعت کے لئے مکمل تھے ان میں ''جگر مراد آبادی! اپنے کردار کے آئینہ میں''، ''تدوین دیوان بے ڈھب شاہجہانپوری'' اور ''مشاہیر کراچی'' قابل ذکر ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya

Weekly Programme Guide

3rd September 2010 – 9th September 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273 or fax +44 20 8874 8344

Friday 3rd September 2010

00:00	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.
01:00	MTA World News
01:20	Insight & Science and Medicine Review
02:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:55	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th February 1994.
05:40	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
06:05	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:50	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:20	Dars-e-Hadith
08:35	Historic Facts
09:10	Indonesian Service
10:15	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th February 1994.
12:00	Live Friday sermon
13:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:40	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
14:10	Bengali Service
15:20	Ramadhan: children's special.
16:00	Khabranama
16:15	Friday Sermon [R]
17:30	MTA World News
17:55	Tilawat: by Hani Tahir.
18:50	Seerat Sahabiyat-e-Rasool
19:35	Arabic Service
21:35	Friday Sermon [R]
22:40	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]

Saturday 4th September 2010

00:15	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
01:50	MTA World News & Khabarnama
02:30	Tilawat: By Hani Tahir
03:30	Dars-e-Hadith
03:55	Khabarnama: daily news in Urdu.
04:20	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:45	Friday Sermon: rec. on 3rd September 2010.
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:35	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:05	International Jama'at News
08:40	Friday Sermon [R]
09:50	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1994.
12:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:10	Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
13:30	Bangla Shomprochar
14:35	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
15:50	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15	Rah-e-Huda: interactive talk show.
17:50	Tilawat: by Hani Tahir
18:50	MTA World News
19:05	Yassarnal Qur'an [R]
19:20	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
19:50	Arabic Service
21:50	Darsul Qur'an [R]
23:20	International Jama'at News
23:55	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Sunday 5th September 2010

01:30	MTA World News & Khabarnama
02:05	Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
02:25	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
02:55	Tilawat: by Hani Tahir.
04:10	Friday Sermon: rec. on 3rd September 2010.
05:25	MTA World News & Khabarnama
06:05	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:45	Dars-e-Hadith
08:00	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:20	MTA International Jama'at News
08:50	Faith Matters
09:55	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th February 1994.
13:15	Tilawat
13:30	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
13:50	Bengali Service
14:55	Friday Sermon [R]
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20	Faith Matters
17:25	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
18:10	MTA World News
18:45	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
19:45	Arabic Service
21:50	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]

Monday 6th September 2010

00:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.
01:45	MTA World News & Khabarnama
02:25	Tilawat: by Hani Tahir.
03:20	Dars-e-Hadith
03:35	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:00	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
04:40	Khabarnama: daily news in Urdu.
04:55	Friday Sermon: rec. on 3rd September 2010.
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:30	Dars-e-Hadith
08:00	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:35	International Jama'at News
09:10	Jalsa Salana Speeches
09:45	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 25th June 2010.
11:05	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th February 1994.
12:35	Tilawat
13:00	Zinda Log
13:35	Bangla Shomprochar
14:40	Friday Sermon: recorded on 21st August 2009.
15:40	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:00	Rah-e-Huda
17:35	Seerat-un-Nabi (saw)
18:15	MTA World News
18:40	Tilawat: by Hani Tahir.
19:35	Arabic Service
20:30	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
21:50	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:20	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Tuesday 7th September 2010

01:00	MTA World News & Khabarnama
02:00	Tilawat: by Hani Tahir.
02:50	Dars-e-Hadith & Seerat-un-Nabi (saw)
04:00	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55	Friday Sermon: recorded on 21st August 2009.
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:45	Dars-e-Hadith
08:00	Zinda Log
08:30	Insight & Science and Medicine Review
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:55	Indonesian Service
10:55	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th February 1994.
12:25	Tilawat
12:50	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
13:15	Bangla Shomprochar
14:15	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
15:10	Historic Facts
15:50	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:10	Rah-e-Huda
17:45	Tilawat: by Hani Tahir.
18:40	MTA World News
18:55	Seerat-un-Nabi (saw)
19:30	Arabic Service
20:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 3rd September 2010.
21:35	Insight & Science and Medicine Review
22:05	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:40	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Wednesday 8th September 2010

01:20	MTA World News & Khabarnama
01:50	Blessings of Ramadhan
02:30	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
03:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
04:10	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th February 1994.
05:40	Khabarnama: daily news in Urdu.
06:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.
07:45	Dars-e-Hadith
08:00	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:30	Indonesian Service
10:35	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th February 1994.
12:10	Tilawat
12:30	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 24th January 1986.
15:00	Art Class with Wayne Clements.
15:35	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:00	Dars-e-Hadith
16:25	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
17:05	MTA World News
17:20	Tilawat: by Hani Tahir.
18:45	Arabic Service: a talk in Arabic about Ramadhan.
19:15	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
20:20	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
21:55	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Thursday 9th September 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:15	Art Class with Wayne Clements.
00:45	Tilawat: by Hani Tahir.
01:35	Dars-e-Hadith
01:50	Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
02:15	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th February 1994.
03:55	Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
04:40	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 24th January 1986.
05:40	Khabarnama: daily news in Urdu.
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:45	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:15	Fait Matters
09:20	Masih Hindustan Main: a discussion on the book by the Promised Messiah (as): 'Masih Hindustan Main'.
09:50	Indonesian Service
10:50	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st February 1994.
12:20	Seerat-un-Nabi (saw)
12:55	Tilawat
13:10	Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
13:25	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 3rd September 2010.
14:30	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
14:55	Masih Hindustan Main [R]
15:40	Dars-e-Hadith
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25	English Mulaqat: question and answer session with Huzoor and English speaking guests, recorded on 24th April 1994.
17:40	Tilawat: by Hani Tahir.
18:40	MTA World News
19:00	Masih Hindustan Main [R]
19:45	Arabic Service
21:50	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:20	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).***

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 27 August , 2010 | Issue No. 35

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ بیلجیم و جرمنی، جون 2010ء کی مختصر رپورٹ

اگر جنت میں پاک گھر بنانے ہیں تو ہمیں اس دنیا میں بھی پاک گھروں کے نمونے پیش کرنے ہوں گے۔ہمیں اپنا ظاہر بھی پاک کرنا ہوگا، اپنا باطن بھی پاک کرنا ہوگا، اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہوگا، ذاتی مفادات کی بجائے جماعتی مفادات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

آج جبکہ جماعت پر مخالفین کی سختیوں کی وجہ سے ہر ایک کا دل نرم ہے۔خاوند بیوی، بھائی بھائی،عزیز رشتہ دار،عہدیدار وغیر عہدیدار اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ایک دوسرے کا ولی ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر خواتین سے خطاب)

احمدیہ مسلم جماعت کی 120 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ بحیثیت جماعت ہم ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم کیا جائے۔

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا جس نے خلافت کے وعدے کا ایفاء کیا وہ اپنے اس وعدہ کو بھی پورا کرے گا کہ امنِ عالم صرف خلافت کے ذریعہ قائم ہوسکتا ہے۔ بیرونی امن اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک اندرونی طور پر امن قائم نہ ہو۔ پس اگر ہم دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے دلوں میں امن پیدا کرنے کی راہیں ڈھونڈنی ہوں گی۔

(جرمن مہمانوں کے ساتھ پروگرام میں حضور ایدہ اللہ کا خطاب)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

چھٹی قسط

26 جون 2010ء بروز ہفتہ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوا چار بجے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لائے جہاں خواتین نے والہانہ نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی

لجنہ کے اس اجلاس کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ قدسیہ حسین صاحبہ نے پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ ربیعہ طاہر صاحبہ نے پیش کیا۔بعدازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎

ہرطرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجامکار
واہ رے باغ محبت موت جس کی رہ گزر
وصل یار اس کا ثمر پر اردگرد اس کے ہیں خار

عزیزہ نائمہ عزیز نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعدازاں حضور انور نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

حضور انور کا لجنہ سے خطاب

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے قرآن کریم کی آیت:

وَعَدَاللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔(التوبۃ:72)

تلاوت فرمائی اور فرمایا:

جنت ایک ایسا لفظ ہے جو ہر انسان کو بڑا خوبصورت لگتا ہے۔چاہے وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں مانتا۔کسی کے لئے دنیا کی لہو ولعب، کھیل کود یا زندگی جنت ہے تو کوئی دنیا و آخرت کی جنت کی تلاش میں ہے۔لیکن ایک مومن اور غیر مومن میں دنیاوی جنت کی تعریف میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔مومن کی اس دنیا کی جنت بھی خدا تعالیٰ کی رضا میں ہے۔اور غیر مومن کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مومن کی اس دنیا کی جنت کا حصول بھی یا اس کے حصول کی کوشش بھی اخروی جنت کے حصول کے لئے ہے جو حقیقی جنت ہے اور ہمارے تصور اور خیالات سے بہت بالا ہے۔

اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی، جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

قرآنِ کریم میں مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا اور بھی بعض جگہ پہ ہے۔قرآنِ کریم کا اسلوب ہے کہ بعض جگہ مومنین اور مومنات کہہ کر مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کیا ہے۔اور بعض جگہ مومنین کا ذکر ہے جس میں مرد عورت سب شامل ہیں۔ بہرحال یہاں مردوں اور عورتوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ تمہارے لئے جنتیں ہیں، دائمی جنتیں ہیں۔ جنت کیا چیز ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کہتے ہیں کہ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں۔ یہ ایک معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں۔گو اور بھی بعض معنی ہیں لیکن بہرحال اس کی روشنی میں بیان کروں گا۔آپ نے فرمایا کہ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں یعنی ایسی چیز جس کے بارہ میں پوری طرح علم نہ ہو۔اس کے اندر کے حال کا صحیح طرح سے فہم وادراک نہ ہو۔پھر فرمایا کہ جنت کو جنت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اس دنیا کی جو جنت ہے اس میں تو کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ جو خود دنیا جنت سمجھتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی نعمتوں کا وعدہ کرتا ہے جن کی عظمت کا انسان ظاہری طور پر احاطہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(السجدہ:18)۔پس حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان مومنوں کے لئے ان کے اعمال کے بدلے کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ پس جنت اور اس کی نعمتیں کوئی ایسی چیز نہیں ہیں جس کا ایک انسان دنیا میں رہتے ہوئے احاطہ کرسکے۔اور پھر یہاں یہ بھی واضح ہوگیا کہ صرف مومن یا مومنہ ہونے سے جنت نہیں مل جائے گی۔ بلکہ یہ ان اعمال کی جزا ہے جو انسان بجالاتا ہے۔ یہ ان اعمالِ صالحہ کی جزا ہے جن پر عمل کرنے سے ایک مومن اور مومنہ کوشش کرتے ہیں اور ان کی تفصیل خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مہیا فرمائی ہے۔

پس صرف ایمان لاکر اس پر خوش ہو جانا کافی نہیں بلکہ ایک مومن مرد اور مومن عورت کو اپنے ایمان کو اپنے نیک اعمال سے سجانے کی ضرورت ہے، اپنی عبادات سے سجانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اصل مقصد خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ جب یہ آخر میں فرمادیا کہ اصل چیز خدا تعالیٰ کی رضا ہے تو اصل جنت اُسی وقت ملے گی جب اعمالِ صالحہ ہوں گے۔ جب عبادات ہوں گی، جب یہ کوشش ہوگی کہ ہم نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔تبھی اللہ تعالیٰ کے وعدہ سے حصہ لینے کی ہم امید کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس جنت کا کچھ ظاہری نقشہ بھی کھینچا ہے اور اس کے حصول کے بعد مومنین کے مقام کا بھی۔اور یہ نقشہ صرف ایک تمثیلی نقشہ ہے، مثال دی گئی ہے۔ یہ سمجھانے کے لئے یہ ہے کہ اگر دنیا کی نعمتوں پر اسے محمول کرو تو یہ جو بیان کی گئی مثالیں ہیں، یہ اس کی موٹی مثالیں ہیں۔ ورنہ اس کی گہرائی تک پہنچنا تمہارے لئے ممکن نہیں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس کی اصل حقیقت بیان کرتے ہوئے کیا فرماتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔سو خدا تعالیٰ نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں